استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ستمبر ۱۹۶۳ء

پرچہ ۵۰ پیسے   چندہ سالانہ ۵ روپے   ممالک بیرون ۱۰ شلنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

ادارۂ تحریر

مدیر: رفیق احمد ثاقب ✤ نائب: لطف الرحمن محمود

جلد ۹ | اخاء ۱۳۴۲ھش | اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء | شمارہ ۱۲

ترتیب

(سید عبدالباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ادارِیہ

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

گذشتہ ماہ اسلام اور احمدیت کی تاریخ کا ایک ہولناک سانحہ رونما ہوا۔ اس روح فرسا حادثے کو جماعتِ احمدیہ کے خواص و عوام، مرد و زن، خورد و کلاں، غرض سب نے محسوس کیا۔ اب جبکہ اس جانگسل المیے کو ایک ماہ ہوگیا ہے، ابھی تک غم و الم کے بادل دل و دماغ پر محیط ہیں .... سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی وفات حسرت آیات فردِ واحد کی موت نہیں بلکہ ایک عالَم، ایک دَور اور ایک زمانے کی موت ہے۔ آپ کا انتقال پُرملال ایک عظیم صدمہ ہی نہیں، زبردست ابتلاء بھی ہے۔ جس بزرگ ہستی کے متعلق خالقِ ارض و سماء نے "قمر الانبیاء" کے الفاظ استعمال فرمائے ہوں اُس کے متعلق عاجز بندے اور کیا کہیں اور لکھیں! حضرت میاں صاحبؓ کی پُرکشش مقناطیسی شخصیت ـــــ عشقِ الٰہی، عشقِ رسولؐ، عشقِ قرآن، شفقت علیٰ خلق اللہ کے عناصرِ اربعہ کے علاوہ زُہد و تعبّد، روحانی علوّ مرتبت، علمی تبحّر، قلمی طاقت، لسانی شوکت، تربیتی صلاحیت اور محبت و الفت کا ایک بیکراں سمندر تھی۔ آپ کا وجود باجود جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک بابرکت تعویذ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ کی ذاتِ والا صفات خدا تعالیٰ کے کئی الہامات و نشانات کا مظہر تھی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کی ایک تابناک کڑی تھے ـــــ آہ! تین اگست کی شام کو بہشتی مقبرہ کی خاک کو ایک عظیم پیکر، ایک کوہِ نور، ایک گنجِ بے بہا...... سونپ دیا گیا!!

حضرت میاں صاحبؓ کی اسلامی، دینی اور جماعتی خدمات اسلام و احمدیت کی تاریخ کا روشن ترین باب ہیں۔ اسلام و احمدیت کی تائید میں آپ نے عظیم قلمی سرمایہ چھوڑا ہے جو جذب و تاثیر کی غیر معمولی صفات کا حامل ہے۔ حضرت میاں صاحبؓ کی تعلیمی، صحافتی، قلمی، تنظیمی اور تربیتی ..... خدمات بے مثال ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی علالت کے دَوران آپ نے جماعت کی نگرانی اور راہ نمائی کا فرض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ تقویٰ، اہلیت اور اعتماد کا

عالم دیکھیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے آپ ہی کو "مجلسِ انتخابِ خلافت" کا صدر نامزد فرمایا اور جماعت کی مجلسِ مشاورت نے آپ ہی کے اسمِ گرامی کو نگران بورڈ کی صدارت کے لئے بصد اصرار پیش کیا!! جماعت اب ایسے معتمد شفیق اور محسن مربی کے مشفقانہ مشوروں اور بابرکت دعاؤں سے محروم ہو گئی ہے۔ آپ کی مفارقت سے جو عظیم خلا پیدا ہوا ہے اُس کا پُر ہونا بہت ہی مشکل ہے۔!

بارگاہِ ربّ العزت میں ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس جانکاہ صدمے کو صبر اور استقامت سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ابتلاء کے وقت جماعت کی دستگیری اور حفاظت فرمائے۔

ادارۂ خالد اس عظیم سانحہ پر خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد خصوصاً حضرت میاں صاحبؓ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحبؓ کو سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قربِ خاص جنت الفردوس میں عطا فرمائے اور ہم سب کو اس جادۂ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے جو آپؓ کے مقدس نقوشِ قدم سے کہکشاں کی طرح جگمگا رہا ہے!!

اس موقع پر ہم اپنے نوجوان بھائیوں سے یہی کہتے ہیں کہ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم غفلت کے لحافوں کو اُتار کر میدانِ عمل میں اُتریں ——؟ خدا کا ایک نہایت ہی پیارا بندہ ہمیں عمر بھر نہایت درد، سوز اور شفقت سے دعوتِ عمل دینے کے بعد ہم سے جُدا ہو گیا —— ہمارا فرض ہے کہ اس برگزیدہ انسان کی مقدس نصائح کو حرزِ جاں بنا کر اُس کی پاک رُوح کو راحت پہنچائیں!! یہی ایک عمدہ تحفہ ہے جو ہم اپنے پیارے محسن کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں!! ؏

اے خدا بر تربتِ اُو ابرِ رحمت ہا ببار!!

معارف القرآن

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ (البقرہ ۲۱۵)

ترجمہ۔ کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ تم پر ابھی اُن لوگوں کی (سی تکلیف) کی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ انہیں تنگی (بھی) پہنچی اور تکلیف (بھی) اور انہیں خوب خوف دلایا گیا تا کہ (اس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اُٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ یاد رکھو! اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے۔

تشریح۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے نبیوں اور مومنوں پر جو مصائب آتے ہیں اُن کی حکمت بتائی ہے۔ فرماتا ہے کہ ہم چاہتے تو انہیں کوئی بھی تکلیف نہ پہنچنے دیتے۔ مگر ہم نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ مخالفوں کے عذاب اور تکلیفیں خدا کے نبیوں اور ایمان لانے والوں کو برابر پہنچتی رہیں اور اُن پر اس قدر ابتلاء آئے کہ وہ ہلا دیئے گئے۔ اس میں ہماری غرض یہ بھی کہ اُن کے دلوں میں دعاؤں کی تحریک زیادہ سے زیادہ پیدا ہوتی رہے اور وہ بار بار ہماری طرف جھکیں۔ تا ایک طرف اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور دوسری طرف جب اللہ تعالیٰ کی نصرت معجزانہ طور پر آئے تو اُن کے ایمان بڑھیں اور کفار میں سے جو غور کرنے والے ہوں انہیں ہدایت حاصل ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ جب یہ غرض پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے کہ لو اب ہماری مدد آگئی۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے پاک بندے بھی کسی وقت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایسے مایوس ہو جاتے ہیں کہ انہیں متیٰ نصر اللہ کہنا پڑتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس مایوسی کا تصور بادی النظر میں پیدا ہوتا ہے اس سے انبیاء اور اُن پر ایمان لانے والے کلیۃً پاک ہوتے ہیں۔ متیٰ نصر اللہ کے الفاظ میں وہ صرف مزید اطمینان کی خاطر یہ درخواست کرتے ہیں کہ الٰہی اس بات کی تعیین فرما دی جائے کہ مدد کب آئے گی اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جلد نازل ہو۔ یہ دعا کا ایک مؤثر طریق ہے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنی نصرت نازل فرما دیتا ہے اور ان کے مصائب کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

معارف القرآن

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ (السجدہ ۵تا۷)

ترجمہ:- اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ[1] وقتوں میں پیدا کیا۔ اسکے بعد وہ عرشِ حکومت پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ تمہارا اس (خدا) کے سوا نہ کوئی حقیقی دوست ہے نہ سفارشی۔ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ وہ آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کریگا۔ پھر وہ اسکی طرف ایک ایسے وقت میں جس کی مقدار ایسے ہزار[2] سال کی ہے جس کے مطابق تم دنیا میں گنتی کرتے ہو چڑھنا شروع کریگا۔ یہ غیب اور حاضر کا جاننے والا خدا ہے جو غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے[3]۔

تشریح:-

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح اُس نے چھ ادوار میں سے گذارتے ہوئے اِس دنیا کو پیدا کیا۔ نیز ان مراحل کے بعد اب وہ آرام کرنے کے لئے چھٹی نہیں منا رہا بلکہ نہایت مضبوطی سے اپنے عرشِ حکومت پر قائم ہے اور وہی ہر امر پر قادر اور غالب ہے۔

[1] یوم کے معنے عربی میں زمانہ کے بھی ہوتے ہیں۔ لوگوں نے غلطی سے اِس کے معنے سورج نکلنے سے اُس کے غروب ہونے تک کا وقت سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ لغت میں یومٌ کے معنے اَلْوَقْتُ مُطْلَقًا کے ہیں۔ یعنی زمانہ خواہ وہ کروڑ سال کا ہو یا ارب سال کا یا اس سے بھی زیادہ ہو یوم کہلاتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ چھ دَوروں میں خواہ ہر دَور کتنا ہی لمبا ہو زمین و آسمان کی پیدائش کی گئی اور ساتواں دَور تکمیلِ پیدائش کا آیا جب اللہ تعالیٰ نے عرش پر سے اپنے قانون کو نازل کرنا شروع کیا۔ گویا اسکی بادشاہت نے ظاہری طور پر مکمل صورت اختیار کر لی اور پیدائش کا مقصد پورا ہو گیا۔

[2] بہائی لوگ اِس دوسری آیت کے غلط معنے کر کے مسلمانوں کو بہکاتے ہیں کہ اسلام کی زندگی صرف ایک ہزار سال ہے۔ پھر وہ منسوخ ہو جائیگا اور بہائی مذہب اسکی جگہ لے لیگا۔ حالانکہ آیت کے معنے صاف ہیں کہ اسلام ہزار سال میں آسمان پر چڑھ جائے گا۔ اسکے معنے منسوخ ہونے کے نہیں ہو سکتے کیونکہ منسوخ تو ایک آیت سے ایک منٹ میں ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہزار سال تک مسلمان دنیا میں کمزور ہوتے جائیں گے اسکے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کو قائم کرنیوالا مامور آجائیگا اور اسلام پھر مضبوطی سے قائم ہو جائیگا۔ چنانچہ اِسی سورۃ کی اگلی آیات میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ بعض وجودوں کو چن کر ان میں کلامِ الٰہی ڈالتا ہے۔

[3] یعنی خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت اسلام کو دوبارہ زندہ کرے گی۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دین آسان ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین آسان ہے، جو دین میں تشدّد کرے گا آخر مغلوب ہو جائے گا۔ (یعنی احکام الٰہی پورے طور پر نہیں بجا سکے گا) پس سیدھی راہ مضبوطی سے پکڑو اور میانہ روی اختیار کرو اور بشارت پاؤ دن کے پہلے حصے (اول آخری حصے میں) اور پچھلی رات عبادت پر اعانت حاصل کرو۔

(بخاری)

سُنّتِ رسولؐ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات کے پاس آئے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچھیں۔ جب ان کو اس کے متعلق بتا دیا گیا تو انہوں نے اُسے تھوڑا خیال کیا اور کہا کہ کہاں ہم گنہ گار اور کہاں نبی کریم جن کے اگلے پچھلے ذنوب مغفور۔ ان میں سے ایک نے کہا میں تو تمام رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور نکاح نہیں کروں گا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے انہیں فرمایا کیا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے یہ یہ باتیں کہی ہیں؟ سُنو میں تم سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں (یعنی نہیں بھی رکھتا) نماز پڑھتا ہوں مگر سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں پس جو میری سُنّت سے مُنہ پھیرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(بخاری و مسلم)

صدقہ کے بے شمار طریقے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ (واجب) ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو۔ فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنے نفس کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا حضور اگر یہ اس کی طاقت میں نہ ہو۔ فرمایا مصیبت زدہ کی مدد ہی کر چھوڑے۔ عرض ہوا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا نیک کاموں کی تحریک ہی کر دے۔ عرض کیا گیا اگر یہ بھی نہ کرے؟ اِس پر آپؐ نے فرمایا کہ پھر بدی سے باز رہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

شک اور گمان

حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا۔ چھوڑ دے اُس چیز کو جس کے حلال و مفید ہونے میں تجھے شک ہو اور اختیار کر وہ چیز جس کے حلال و مفید ہونے میں تجھے شک نہ ہو۔ صدق موجب تسلّی ہے اور کذب میں شک اور گمان ہے۔ (ترمذی)

خدا تعالیٰ کا شکر اُس کی رضا کا باعث ہے

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس بندے سے جو کھانا کھائے تو اس پر الحمد للہ کہے اور جو پانی پیئے تو اس پر بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے (مسلم)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اُس پر ابتلا بھی آئیں

" اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا۔ مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اس پر عجیب و غریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک ہم و غم کی بھی حالت ہے۔ اِن اختلاف حالات اور تغیر و تبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے ؎

اگر دنیا بیک دستور ماندے ؎ بسا اسرار ہا مذکور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ہم و غم دنیا میں نہیں پہنچتا اور وہ بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوشحال سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور ناآشنا رہتے ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلۂ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازمی رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔ اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے سررشتۂ تعلیم کے افسروں کا یہ منشاء تو ہو نہیں سکتا کہ ان کو کسی لڑائی کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں دیا جاتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضاء جو حرکت چاہتے ہیں اگر ان کو بیکار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی طاقتیں زائل اور ضائع ہو جائیں اور اس طرح پر اس کو پورا کیا جاتا ہے۔ بظاہر ورزش کرنے سے اعضاء کو تکلیف اور کسی قدر تکان ان کی پرورش اور صحت کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح پر ہماری فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے تاکہ تکمیل ہو جاوے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے۔ اس سے اس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔ جس شخص کو خدا پر یقین نہیں ہوتا اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر گھبرا جاتا ہے اور وہ خودکشی میں آرام دیکھتا ہے۔ مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر اس قسم کے ابتلا آویں تاکہ اللہ تعالیٰ پر اس کا یقین بڑھے۔"

(الحکم ۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء)

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض اور اہمیت

"میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اُسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولاد کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں اُن کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے۔ ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرلے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسلوں تک ہی یہ تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کا جو اجتماع ہوا تھا اُس میں میں نے خدام الاحمدیہ کو خصوصاً اور باقی جماعت کو عموماً اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس کام میں خدام الاحمدیہ کی مدد کی جائے۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی میں نے دوستوں کو توجہ دلائی تھی کہ اس جماعت کی مالی امداد کرنا بھی ایک ثواب کا کام ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہوئی ہے اُن کا فرض ہے کہ وہ تھوڑی بہت جس قدر بھی مدد کر سکتے ہوں ضرور کریں تاکہ خدام الاحمدیہ عمدگی اور سہولت کے ساتھ اپنا کام کر سکیں۔"

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء)

"خدام الاحمدیہ کا کام کوئی معمولی کام نہیں۔ یہ نہایت ہی اہمیت رکھنے والا کام ہے اور درحقیقت خدام الاحمدیہ میں داخل ہونا اور اس کے مقرر کردہ قواعد کے ماتحت کام کرنا ایک اسلامی فوج تیار کرنا ہے۔ مگر ہماری فوج وہ نہیں جس کے ہاتھوں میں بندوقیں یا تلواریں ہوں بلکہ ...... دلائل، مذہبی دعائیں اور اخلاق فاضلہ! یہی ہماری توپیں اور یہی ہماری تلواریں ہیں۔ اِن ہی توپوں اور تلواروں سے ہم نے دنیا کے تمام ادیان کو فتح کرکے اسلام کا پرچم لہرانا اور ان پر غلبہ و اقتدار حاصل کرنا ہے! اور اگر نوجوانوں میں یہ مہم جاری رہی تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی مسلح فوج تیار کرلیں گے جس کے مقابلے میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکے گا۔"

(الفضل ۷ اپریل ۱۹۳۹ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

(محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ)

دعا کا روحانیت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ قبولیتِ دعا کے مسئلے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا ہی زور دیا ہے۔ درحقیقت یہ بھی حضرت اقدس کا ایک زبردست روحانی کارنامہ ہے۔ کیونکہ عام تعلیم یافتہ مسلمان سر سید خان صاحب کے اقوال کے پیش نظر دعا کی اہمیت سے منکر ہو چکے تھے۔ درج ذیل مضمون سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مردِ مومن کی زندگی مجسم دعا ہے۔ یہ مضمون محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے آج سے تیس سال قبل الفضل کے لئے رقم فرمایا تھا ——— (ادارہ)

دعا پر زور

انبیاء کی بعثت کی غرض بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچانا ہے۔ اس لحاظ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک سیرت اور تعلیم کا معمولی سا مطالعہ بھی اس حقیقت کو واضح کر دیتا ہے کہ حضور کی بعثت سے یہ غرض بدرجۂ اتم پوری ہوئی۔ آپ نے اول تمام وہ روکیں دور کیں جو انسان اور اس کے خالق کے درمیان حائل ہو گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی ہستی۔ توحید اور صفات کی صحیح تصویر انسانوں کے سامنے پیش کی جس سے وہ اپنے رب کو پوری طرح پہچان سکیں۔ تا کامل معرفت کے ساتھ کامل عشق اور محبت کا ولولہ انسانوں کے دلوں میں ابل پڑے کہ یہی حقیقی ایمان ہے اور اسی کے نتیجہ میں پاکیزہ خیالات اور جذبات نشوونما پاتے ہیں اور نیک اور نافع اعمال صادر ہوتے ہیں۔ پھر انسان کو وہ راہیں سکھائیں جن پر چل کر وہ اپنے رب کی محبت کو حاصل کر سکتا ہے کہ یہی آخری مقصد انسانی زندگی کا ہے۔ اس غرض کے حصول کے لئے سب سے مؤثر طریق جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔ وہ دعا ہے۔ دوسرے انبیاء نے بھی بے شک اس طریق کو استعمال کیا اور اس کی تعلیم دی ہے لیکن موجودہ زمانہ میں غیر مسلم اقوام میں دعا کا صحیح مفہوم قریباً مفقود ہو چکا ہے اور دعا صرف ایک رسم رہ گئی ہے جس کے اندر کوئی زندگی بخش طاقت نہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان مذاہب میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح علم اور ان کی معرفت مفقود ہو چکی ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔

دعا کرنے کے طریق

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار اور بہت بڑے احسانوں میں سے جو آپ نے بنی نوع انسان پر کئے۔ ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے ایسے ایسے طریق ہمیں دعا کے سکھائے ہیں جو ایک طرف صفاتِ الٰہی کی معرفت کی تکمیل کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف ایک نہایت

لطیف سلسلہ راز و نیاز کا بندے اور اس کے رب کے درمیان
قائم کر دیتے ہیں اور پھر اسے تازہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ مضمون خود
نہایت لطیف اور نہایت وسیع ہے۔ میں اس جگہ صرف اس کے
ایک پہلو کے متعلق مختصر طور پر لکھنا چاہتا ہوں۔

ہر مقصد کے حصول کیلئے کیا کرنا چاہیئے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور حضورؐ
کی ہدایات پر اگر پورا عمل کیا جائے تو انسان کی زندگی کا ہر
شعبہ اور اس کا ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت آ جاتا ہے
اور انسان کامل اطمینان کی زندگی بسر کرنا شروع کر دیتا ہے
حضورؐ نے یہ حقیقت انسانوں کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی
کہ انسان کی زندگی اور اس کے تمام قویٰ اور طاقتیں اور
دنیا کے تمام اسباب جن کا انسانی زندگی اور انسانی اعمال
پر اثر پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ پھر انسان کے تمام
اعمال کے نتائج اور دنیا کے عام اسباب کے اثرات اللہ تعالیٰ
کے ہاتھ میں ہیں اور اسی کی رضا اور حکمت کے ماتحت ان کا ظہور
ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں ہر مقصد کے
حصول کے لئے اور ہر عمل سے صحیح اور مفید نتیجہ حاصل کرنے
کے لئے اوّل اپنے مقو[illegible] اور اعمال کو خدا کی رضا کے ماتحت
رکھا جائے اور پھر اس سے استعانت کی جائے۔

دعاؤں کا پہلا درجہ نماز ہے

اسلامی دعاؤں میں سب سے پہلا درجہ نماز کا ہے حضورؐ
نے اپنے متعلق تو فرمایا ہے نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے
اور ایک مومن کی روحانی زندگی کے محض قیام کے لئے یہ کم سے
کم روحانی خوراک ہے۔ اس کے اوقات کا تقرر گویا اس طور
پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے دربار میں طلب کیا
ہے اور ان اوقات پر ان کی حاضری دربار میں لازم کر دی ہے
انسان صبح سویرے اٹھے اور فجر کے دربار میں حاضر ہونے کی
تیاری کر کے دربار میں حاضر ہو۔ پھر اپنے کاروبار میں لگ جائے
لیکن کچھ وقت گزر جانے پر اس کے اندر ایک بے قراری اور
گھبراہٹ پیدا ہو جائے گی اور وہ ایک دوری محسوس کرنے
لگ جائے گا اس لئے اللہ تعالیٰ کی شفقت نے اسے پھر بلایا
کہ وہ دوپہر کے دربار میں حاضر ہو۔ پھر اس کے بعد جلد جلد
سہ پہر کے دربار میں۔ پھر شام کے دربار میں اور پھر اس آخری
دربار میں جس کے بعد اس پر ایک عارضی موت وارد ہو جاتی ہے
لیکن اسے تسکین دی گئی ہے کہ ان کے لئے جو خاص مقربین میں
داخل ہونا چاہتے ہیں۔ رات کے آخری حصہ میں ایک خاص دربار
منعقد ہو گا وہ جن کا عشق انہیں ہر لحظہ بے قرار رکھتا ہے۔
اس دربار میں حاضر ہوں گے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد پھر
دن کے دربار عام شروع ہو جائیں گے۔ ایک انسان جو دن بھر
میں پانچ دفعہ الٰہی دربار میں حاضر ہو۔ اور خلوص نیت اور ولولۂ
عشق کے ماتحت حاضر ہو۔ اس کے درمیانی اوقات اسی اخلاص
اور ولولہ سے رنگین رہیں گے اور اسے ہر ایسے امر سے
اجتناب رہے گا جو اس کے اور اس کے خالق کے درمیان
بُعد کا باعث ہو سکتا ہے اور ابھی ایک دربار میں حاضری کا
اثر زائل نہ ہوا ہو گا کہ اسے دوبارہ طلب کر لیا جائے گا۔

ہر وقت یادِ حبیب

پھر رات کے آنے پر وہ آخری دربار سے واپس ہوتے
ہی اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ نیند کے عرصہ
میں بھی وہ نیم خوابی میں اپنے محبوب کو یاد کرتا رہتا ہے اور
آخری حصہ رات میں مقربین کے دربار میں حاضر ہوتا ہے گویا
وہ رات کا عرصہ جو تاریکی اور اضطراب کا عرصہ ہوتا ہے ایک
قسم کی نیم موت اور نیم زندگی میں گزارتا ہے۔ اس کیفیت کو
رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متعلق یوں فرمایا ہے
کہ میری آنکھ تو سو جاتی ہے لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے جس

شخص کے دل میں محبت کی چنگاری سلگ چکی ہو اسے مقررہ اوقات میں یادِ حبیب سے پورا اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کی کیفیت تو ایک دائمی گداز اور درد کو چاہتی ہے اور وہ اپنے ہر فعل بلکہ سکون کو اپنی محبت کے اظہار اور اس کے ازدیاد کے لئے بہانہ سمجھتا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں اظہار فرمایا ہے کہ میری نماز اور میری عبادتیں، میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ چنانچہ ہم حضور کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے انسانی زندگی کے ہر مرحلہ کو بلکہ ہر لحظہ کو ذکرِ الٰہی کی ایک تقریب بنا دیا ہے تا حیاتِ انسانی اظہارِ عشقِ الٰہی کا ایک پیہم و پیوستہ سلسلہ بن جائے اور قلبِ انسانی اس سے اُنمی سرور حاصل کرے۔

ہر موقعہ کے لئے دعا

آپؐ نے ہر موقعہ اور ہر تقریب کے لئے دعا سکھائی ہے اور ہر دعا اپنے اندر معارف کا ایک سمندر رکھتی ہے ایک طرف تو دعا ہے اور دوسری طرف کسی صفتِ الٰہی کی تفسیر اور کسی مقصدِ حیاتِ انسانی کی طرف راہنما۔ ان دعاؤں میں علم اور معرفت کا ایک خزانہ ہے اور محبوبِ حقیقی کے ساتھ راز و نیاز کا ایک لطیف سلسلہ۔

میں اس مضمون کی حدود کے اندر ان تمام دعاؤں میں سے چند ایک کا ذکر بھی نہیں کر سکتا۔ صرف دو تین دعاؤں کے بعض حصوں کا ذکر نمونہ کے طور پر کروں گا اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالے اس مختصر ذکر سے ہی محسوس کر سکیں گے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسان اور اس کے مالک کے درمیان محبت کا سلسلہ مضبوط کرنے اور اس رستہ پر انسان کی راہ نمائی کرنے میں کس قدر احسانِ عظیم نسلِ انسانی پر کیا ہے۔

ان مواقع کا تو شمار بھی نہیں جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیں سکھائی ہیں۔ میں چند ایک کا ذکر کرتا ہوں مثلاً صبح آنکھ کھلنے پر دعا کرے۔ کپڑا پہنے تو دعا کرے بیت الخلاء میں جائے تو دعا کرے۔ وہاں سے باہر آئے تو دعا کرے۔ وضو کرے تو دعا کرے۔ مسجد کو جائے تو دعا کرے پھر نماز تو خود دعا ہی ہے کسی سے ملے تو دعا کرے۔ جُدا ہو تو دعا کرے۔ کھائے تو دعا کرے۔ کھانا ختم کرے تو دعا کرے سواری کرے تو دعا کرے۔ ہر کام کے شروع میں دعا کرے۔ کامیابی پر دعا کرے حتیٰ کہ ناکامی پر بھی دعا کرے۔ تکلیف میں دعا کرے۔ آرام میں ہو تو دعا کرے۔ بیمار ہو تو دعا کرے۔ مشکل میں ہو تو دعا کرے۔ غصہ میں آئے تو دعا کرے۔ مقابلہ پڑے تو دعا کرے۔ گھر سے نکلے تو دعا کرے۔ گھر میں آئے تو دعا کرے سفر پر جائے تو دعا کرے۔ واپس آئے تو دعا کرے۔ کسی کام کے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے دعا کرے۔ قرضہ میں ہو تو اس سے نکلنے کے لئے دعا کرے۔ بارش نہ ہو تو دعا کرے۔ بارش ہو رہی ہو تو دعا کرے۔ ہوا تیز چلے تو دعا کرے۔ بجلی کڑکے تو دعا کرے۔ نکاح پر دعا کرے۔ اپنے لئے اپنی بیوی کے لئے اور آئندہ نسلوں کے لئے۔ بیوی کے پاس جائے تو دعا کرے سوئے تو دعا کرے۔ نیند نہ آئے تو دعا کرے۔ نیند میں ڈر جائے تو دعا کرے۔ غرض کوئی موقعہ اور مرحلہ زندگی کا ایسا نہیں جس کے لئے حضور نے مناسب دعا نہ سکھلائی ہو۔ ان دعاؤں سے جہاں انسان کی اپنی معرفت بڑھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک دل کی کیفیات کا اندازہ کرنے کا بھی موقعہ ملتا ہے۔ جس دل کی کیفیت کو یہ دعائیں ظاہر کرتی ہیں اسکے متعلق کوئی ایسا قیاس کرنا جو مخالفینِ اسلام حضور کی ذات مبارک کے متعلق کرتے رہتے ہیں۔ صریح ظلم اور بدبختی ہے۔

اب میں نمونہ کے طور پر ان دعاؤں میں سے بعض کا مفہوم پیش کرتا ہوں۔

گھر سے نکلنے کے وقت کی دعا

گھر سے نکلنے کے وقت حضور کی دعا ہوا کرتی تھی۔

"میں اللہ کے نام کے ساتھ گھر سے نکلتا ہوں اور اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرتا ہوں۔ وہی بدی پر غلبہ کی۔ اور نیکی کے حصول کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس امر سے کہ میں کسی غلطی میں پڑ جاؤں یا کوئی مجھے غلطی میں ڈال دے۔ اور اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے۔ اور اس سے کہ میں کسی پر زیادتی کروں یا مجھ پر کوئی زیادتی کرے۔"

مسجد کو جاتے وقت کی دعا

مسجد کو جاتے وقت حضور کی دعا ہوا کرتی تھی:"اے اللہ میرے دل میں نور ڈال دے۔ اور میری زبان میں نور ڈال دے۔ میرے کانوں میں نور ڈال دے اور میری آنکھوں میں نور ڈال دے۔ میرے پیچھے نور کر دے اور میرے آگے نور کر دے۔ میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے مجھے نور ہی نور کر دے۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوائے کوئی لائق عبادت نہیں۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر زیادتیاں کیں اور اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو میری کمزوریوں کو رفع کر دے۔ کیونکہ تیرے سوائے کوئی انہیں رفع نہیں کر سکتا۔ اور اعلیٰ اخلاق کی طرف میری رہنمائی فرما کیونکہ تیرے سوائے کوئی ایسی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ میں تیری فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں۔ اور تمام بھلائیوں کی توفیق تجھ سے ہی ہے۔ اور بدی کا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں تیرا ہی ہوں اور تو ہی میرا مقصد ہے۔ بابرکت ہے تو اور بلند ہے تیرا درجہ۔ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف لوٹتا ہوں۔

کسی کام کے متعلق فیصلہ کرنے کی دعا

کسی کام کا فیصلہ کرنے سے پہلے یہ فرماتے:۔

"اے اللہ بھلائی طلب کرتا ہوں میں تجھ سے تیرے علم کے لحاظ سے۔ اور طاقت چاہتا ہوں تجھ سے تیری طاقت کے لحاظ سے۔ اور مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضلِ عظیم سے۔ کیونکہ تجھے قدرت حاصل ہے اور مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا۔ اور تجھے ان باتوں کا علم ہے جو ظاہر نہیں۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ بات میرے لئے بہتر ہے دین اور دنیا اور انجام کے لحاظ سے۔ بہتر ہے تو مجھے اس کی توفیق عطا فرما اور اسے میرے لئے آسان کر دے اور اس میں میرے لئے برکت ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے۔ کہ اس میں میرے لئے کوئی برائی ہے تو اسے مجھ سے دور کر دے اور مجھے اس سے دور کر دے اور مجھے نیکی کی توفیق عطا فرما۔ جہاں بھی ہو۔ اور پھر اس پر راضی کر دے۔"

سوتے وقت کی دعا

رات کو سوتے وقت کی دعا:۔

"اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ سوتا اور بیدار ہوتا ہوں۔ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اپنا معاملہ تجھ پر چھوڑتا ہوں اور تجھے ہی اپنا سہارا قرار دیتا ہوں ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے کیونکہ تجھ سے سوائے تیری ہی ذات کے۔ اور کوئی جائے پناہ اور نجات نہیں۔ میں ایمان رکھتا ہوں تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔"

قرض سے مخلصی کے لئے دعا

قرض سے خلاصی کے لئے یہ دعا سکھائی:۔

"اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں فکر اور غم سے۔

اور تیری پناہ مانگتا ہوں بے بسی اور سستی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے دباؤ سے۔ اے اللہ مجھے حلال روزی عطا کر اور حرام روزی سے بچالے اور اپنے فضل سے مجھے اپنے غیر سے مستغنی کر دے۔"

غصہ آنے کے وقت کی دعا

غصہ آجائے تو دعا کی جائے:۔

"اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کا غیظ دور کر دے۔ اور مجھے ہر بُرے اثر سے بچالے۔"

بحالت آرام کی دعا

گھر میں آرام سے رہتے ہوئے دعا:۔

"سب تعریف کے لائق ہے میرا رب جس نے مجھے کفائت کی اور مجھے پناہ دی۔ اور سب تعریف کے لائق ہے میرا رب جس نے مجھے کھلایا اور پلایا۔ سب تعریف کے لائق ہے میرا رب جس نے مجھ پر احسان کیا۔ میں دعا کرتا ہوں تجھ سے اے میرے رب کہ تو بچالے مجھے اپنی ناراضگی اور عذاب سے۔"

بیوی سے ہم صحبت ہونیکے وقت کی دعا

بیوی کے پاس جانے کے وقت کی دعا:۔

"اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ ہمیں بُرے اثرات اور خیالات سے بچانا۔ اور جو اولاد تو ہمیں بخشے اُسے بھی بدی کے اثرات سے محفوظ رکھنا۔"

غرض میاں بیوی کے تعلقات کی غایت کو بھی دعا ہی میں سکھا دیا ہے۔

کسی بستی میں داخل ہونیکے وقت کی دعا

کسی بستی یا شہر میں داخل ہونے کے وقت کی دعا:۔

"اے اللہ۔ جو مالک ہے تمام بلندیوں کا۔ اور اس کا جو ان کے نیچے ہے۔ اور مالک ہے زمینوں کا اور جو ان پر ہے۔ اور غالب ہے تمام بُرائی کی طاقتوں پر۔ اور اختیار رکھتا ہے ہر قسم کی تحریکوں پر۔ میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس بستی کی اور اس کے رہنے والوں کی۔ اور جو کچھ اس میں ہے۔ اور پناہ مانگتا ہوں تیری اس بستی کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے۔ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی برائی سے۔ اے اللہ ہمیں اس کی زندگی بخش چیزیں عطا فرما۔ اور اس کے بُرے اثرات سے بچالے۔ اے اللہ اس بستی کے رہنے والوں کے دلوں میں ہماری محبت اور ان کی محبت ہمارے دل میں ڈال دے۔"

یہ حکایت بہت لذیذ ہے اور دل چاہتا ہے کہ اسے لمبا کیا جائے لیکن مضمون کی نوعیت کا لحاظ رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اسی سے اصحاب بصیرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشقِ الٰہی کا اندازہ کر سکیں گے۔ فداہ ابی وامی وصلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ اجمعین۔

عقلمند کون ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے۔ اور دُور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اُس سے بچنے کی فکر کرے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱)

جاں پرور است قصۂ اربابِ معرفت

مکرم محمد شفیق صاحب قیصر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تہذیبِ اسلامی کے ایک درخشندہ گوہر

قسط اوّل

آج سے چودہ سو سال قبل دنیا فسق و فجور کا گہوارہ بنی ہوئی تھی۔ ہر طرف ضلالت و گمراہی کا دور دورہ تھا۔ توحیدِ الٰہی قصۂ پارینہ بن چکی تھی، ریگ زارِ عرب لات و منات اور ہبل ایسے معبودانِ باطلہ کا معبد بنا ہوا تھا، اشرف المخلوقات کہلانے والا انسان، اپنی شرافت و بزرگی کے اثاثے کے ساتھ اپنی انسانیت کو بھی بھول چکا تھا ــــ یہی وہ پُر آشوب زمانہ تھا جب خدا تعالیٰ نے ان بھولے بھٹکے انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے ایک مردِ کامل (صلے اللہ علیہ وسلم) کو انہی میں سے مبعوث کیا جس نے انہیں انسان بنایا، بلکہ خدا نما انسان بنایا۔ اور انہیں طاہر و مزکی بنایا۔ اور انہیں اپنے فیضِ روحانی سے گوہرِ تابدار بنا دیا اور انہیں ایسی جلا بخشی کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی ان کی تابندگی و درخشندگی دنیا کی نگاہوں کو خیرہ کئے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظہورِ اسلام کے وقت ان کی حالت کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے:۔

جاءوك منهوبين كالعريان
فسترتهم بملاحف الإيمان
صادفتهم قومًا كروثٍ ذلّةً
فجعلتهم كسبيكة العقيانِ
حتّٰى انثنى برٌّ كمثل حديقةٍ
عذب الموارد مثمر الأغصان

"آپ کے صحابہ آپ کے پاس ایسے حال میں آئے کہ ننگے تھے شیطان نے ان کا سب کچھ لوٹ لیا تھا اور لباس تقویٰ کا ایک تار بھی ان کے جسم پر نہ چھوڑا تھا، پھر ننگے ہی نہ تھے بلکہ گندے بھی تھے سر سے پیر تک اس طرح گند میں ملوث تھے کہ دیکھ کر گھن آئے لیکن یا رسول اللہ آپ نے ان کو ماں سے بڑھ کر چاہت کے ساتھ اپنے سینے سے لگایا ان کو نہلایا دھلایا پاک کیا اور پھر تقویٰ اور ایمان کی نہایت اعلےٰ خلعتوں سے ان کے ننگ ڈھانکے، وہ گوبر تھے آپ کے ہاتھ کے اعجاز نے انہیں خالص سونا بنا دیا وہ ایک ویرانہ سے مشابہ تھے آپ کی رکھوالی نے انہیں شاندار باغ میں تبدیل کر دیا جس کے پھلوں اور چشموں کا کوئی باغ مقابلہ نہیں کر سکتا۔" (سیرت النبیؐ شفقت علیٰ خلق اللہ)

ساتھیوں کی آسودگی نے ایک عالم کو حاسد بنا دیا اور اس آگ میں جل کر دوسروں کو روشن آگ میں دھکیلا مگر اہلِ ایمان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے پائی۔ اور یہی ثابت قدمی تھی جس نے ایک ایسے انسان کو جو دنیا کے محسن کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا تھا خود ہی اس کے احسان کی تیغ کا شکار بنا دیا۔ وہ صیاد جو شکار کی تلاش میں نکلا تھا خود ہی شکار بن گیا ــــ

آپ جانتے ہیں یہ مخالف کون تھا؟ یہ مخالف عمرؓ تھے جنہوں نے قبولِ اسلام کے بعد اپنے خلوص اور خدا اور

اس کے رسول سے عشق و محبت میں اس قدر ترقی کی تھی انہوں نے اپنے ایامِ خلافت میں رات کے وقت مدینہ کی گلیوں کا چکر لگاتے وقت ایک عورت کو فراقِ رسولؐ میں روتے ہوئے سُنا جو یہ کہہ رہی تھی :-

علی محمدٍ صلوٰۃ الابرار

صلی علیہ الطیبون الاخیار

قد کان قواما بکی بالاسحار

یا لیت شعری والمنایا اطوار

ھل یجمعنی و حبیبی الدار

یعنی تمام نیک لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ آپؐ تمام رات خدا کی عبادت میں گزار دیتے اور رو رو کر اس کے بندوں کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ فوت تو آپؐ ہو گئے لیکن اے کاش! کوئی مجھے اتنا بتا دے کہ کیا مرنے کے بعد محبوب سے ملاقات بھی ہو گی یا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ درد بھرے اشعار سُنے تو وہیں بیٹھ گئے اور ساری رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو یاد کر کے روتے رہے صبح گھر پہنچے اور ایسے بیمار ہوئے کہ کئی دن تک چارپائی سے نہ اُٹھ سکے۔ یہی وہ عمرؓ تھے جن کا نام تاریخ اسلام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس ذکر کے بعد بار بار آتا ہے۔ ہاں یہی وہ عمرؓ تھے جنہوں نے اپنی اعلےٰ خوبیوں اور غیر معمولی صلاحیتوں کے طفیل جو مبدء فیض نے ان میں ودیعت فرمائی تھیں اپنے اشد ترین مخالفوں کی نظروں میں بھی وہ مقام حاصل کیا کہ جب وہ آپ کے کارہائے نمایاں کا جائزہ لیتے ہیں تو بے اختیار ان کے منہ سے Omar The Great کے الفاظ نکل جاتے ہیں۔

اس مختصر سے مضمون میں آپ کی ان خوبیوں اور صلاحیتوں کا احاطہ کرنا جو اس عظیم الشان انسان میں موجود تھیں کہاں ممکن ہے۔ آپ کے عہدِ مبارک کے چند بیّن واقعات پیشِ خدمت ہیں جن سے اسلامی تہذیب کے اس درخشندہ گوہر کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے بعد آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے، آپ ایک ایک فرد کی عزتِ نفس کے محافظ اور ضعیفوں اور کمزوروں کا سہارا تھے، حق کے معاملے میں بڑے سخت اور سب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے، قوم کی خاطر اپنی ذات کو محروم کر دینا اور قوم کا پیٹ بھرنے کے لئے اپنا پیٹ کاٹنا آپ کے اعلےٰ اوصاف میں سے تھا، آپ اپنے ایامِ خلافت میں گلی کوچوں میں گھوم گھوم کر لوگوں کے حالات معلوم کرنے کی کوشش فرماتے، اس بات میں کتنے ہی واقعات ہیں جو تاریخ کے اوراق میں منتشر ہیں انہی منتشر اوراق میں سے چند ورق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

(۱)

ایک مرتبہ ایک کمزور اور ضعیف آدمی کو بازار میں صدقہ مانگتے ہوئے دیکھا آپ نے دیکھا تو پوچھا بڑے میاں آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا ایک کمزور بوڑھا ہوں جزیہ کی ادائیگی اور پیٹ بھرنے کے لئے لوگوں کے آگے دستِ سوال دراز کر رہا ہوں۔ یہ بوڑھا شخص مدینہ کا ایک یہودی تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے اس یہودی کا یہ جواب سُنا تو فرمانے لگے بڑے میاں ہم نے آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا جوانی اور توانائی کی عمر میں آپ سے جزیہ وصول کیا اور اب بڑھاپے میں در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دیا" آپ کے اس جواب سے اس انسانی احساس کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فائز کیا تھا۔

پھر آپ اس یہودی کو ساتھ لے کر اپنے گھر جاتے ہیں اور اپنے حصّہ کا کھانا اسے کھلاتے ہیں پھر بیت المال کے خزانچی کو

حکم بھیجا کہ اس شخص کے لئے اور رعایا کے اس جیسے دوسرے افراد کے لئے اتنا روزینہ مقرر کر دیا جائے جو ان کو اور ان کے بال بچوں کو کفیل ہو سکے۔ یرموک کے معرکہ کے سلسلہ میں جب مسلمان ذمیوں کی حفاظت سے معذور ہو گئے تو حضرت عمرؓ کے حکم سے جزیہ کی کئی لاکھ کی رقم جو وصول کی گئی تھی ذمیوں کو واپس کر دی گئی۔ اس کا یہ اثر تھا کہ نصاریٰ روتے جاتے تھے۔

(۲)

حضرت عمرؓ ایک مرتبہ اپنے معمول کے مطابق مدینہ کی گلیوں کا راؤنڈ لگا رہے تھے ایک بچی پر نظر پڑی جو کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑا رہی تھی، کھڑی ہوتی اور گر جاتی، پھر کھڑی ہوتی اور گر جاتی حضرت عمرؓ نے بڑے افسوس سے کہا یہ کس کی بچی ہے۔ آپ کے صاحبزادہ عبداللہ بولے حضور آپ نے اسے پہچانا نہیں" فرمایا نہیں! ابن عمر بولے امیر المومنین یہ آپ ہی کی بچی ہے۔ فرمایا میری کونسی بچی۔ ابن عمر نے بتایا کہ یہ آپ کے بیٹے عبداللہ کی بچی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا اس کی یہ حالت کیوں ہے۔ ابن عمر کہنے لگے یہ حالت کیوں نہ ہو جبکہ آپ ہمیں محروم رکھتے ہیں، عمر کہنے لگے بیٹے خدا کی قسم مَیں تمہارے حق میں کمی نہیں کرتا تمہیں اس کے سوا کچھ نہیں دے سکتا جو ایک عام مسلمان کی حیثیت سے تمہارے حصے میں آتا ہے۔ اب چاہے یہ تمہیں کافی ہو یا نہ ہو اللہ کی کتاب کا میرے اور تمہارے درمیان یہی فیصلہ ہے۔

آجکل مہذب دنیا میں کنبہ پروری اور اقربا نوازی کی لعنت کا بڑا رونا رویا جاتا ہے لیکن انصاف اور مساوات پر مبنی طرز عمل پہلی اسلامی حکومت کا نمایاں فیچر تھا!!

(۳)

ایک دفعہ مدینے میں ایک تجارتی قافلہ اُترا جس میں عورتیں اور بچے بھی ہیں عمرؓ عبدالرحمٰن بن عوف سے کہتے ہیں کہ کیا تم آج کی رات اُنکی حفاظت کے لئے پہرہ دے سکتے ہو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بڑی خوشی سے اس خدمت کی سرانجام دہی کے لئے تیار ہو گئے پھر دونوں مل کر رات بھر اہل قافلہ کی حفاظت و نگہبانی کرتے رہے اور حسب توفیق نوافل بھی ادا کرتے رہے۔ اسی اثنا میں ایک بچے کے رونے کی آواز سنتے ہیں آپ آواز کی طرف رُخ کرتے ہیں اور بچے کی ماں سے کہتے ہیں کہ اے خدا کی بندی اسکی تکلیف کو دُور کر اسے کیوں رُلا رہی ہے۔ اس کے بعد اپنی جگہ واپس آ جاتے ہیں پھر وہی آواز آتی ہے آپ پھر پلٹ کر جاتے ہیں اور بچے کی ماں کو نصیحت کر کے چلے آتے ہیں۔ رات کے آخری حصے میں پھر بچے کے رونے کی آواز آتی ہے حضرت عمرؓ اس عورت کے پاس جا کر کہتے ہیں تیرا بُرا ہو تو بہت بُری ماں ہے رات بھر سے تیرا بچہ بے چین ہے مگر تو اسکی بے چینی کی بالکل پرواہ نہیں کرتی۔ اسے کیا خبر تھی کہ میرا مخاطب امیر المومنین ہے جو رات بھر سے پہرہ دے رہے ہیں، وہ تنگ آ کر بولی اے خدا کے بندے تم کیوں رات بھر سے خواہ مخواہ مجھے حیران و پریشان کر رہے ہو مَیں اس بچہ کا دودھ چھڑانے کی کوشش میں ہوں اور اسی وجہ سے یہ روتا ہے۔ آپ نے پوچھا دودھ کیوں چھڑاتی ہو وہ کہنے لگی کہ عمر بچوں کا وظیفہ اس وقت تک مقرر نہیں کرتے جب تک ان کا دودھ نہ چھوٹ جائے۔ حضرت عمرؓ نے بچے کی عمر دریافت فرمائی تو عورت نے چند ماہ بتائی آپ نے اسے کہا کہ اتنی جلدی نہ کر۔

صبح ہو چکی تھی آپ نماز کی امامت کے لئے مسجد تشریف لے گئے۔ نماز میں گریہ کا یہ عالم تھا کہ قرآن صاف سُننے میں نہیں آتی تھی سلام پھیرا اور بے اختیار پکارے کہ ہائے عمر کی بدبختی اس طرح کتنے ہی مسلمان بچوں کی ہلاکت کا باعث یہ ہوا ہو گا۔ پھر آپ نے یہ اعلانِ عام کا حکم دیا کہ "اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو ہم آج سے ہر اس بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جو مسلمانوں

(باقی صلا پر)

سیرتِ محمود ایدہ اللہ الودود

واقعات و مشاہدات کی روشنی میں

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی سیرت کے متعلق ایسے واقعات ہر اس شخص کے سامنے آتے رہتے ہیں جسے کسی تعلق میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ سے واسطہ پڑا ہو۔ خاکسار کو بھی جنوری ۱۹۳۵ء سے حضور کی خدمت میں قریب رہنے کا موقعہ ملا ہے۔ اس لئے کچھ اور ایسے واقعات جو اب تک احباب کی نظر میں نہیں آئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ اس سے پیشتر ۵۷ ایسے واقعات اور ہدایات رسالہ خالد کی گذشتہ اشاعتوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ یعنی پرچہ جات ستمبر ۱۹۶۱ء دسمبر ۱۹۶۱ء۔ فروری ۱۹۶۲ء۔ اپریل ۱۹۶۲ء۔ جولائی ۱۹۶۲ء۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں۔

(خاکسار عبدالرحمٰن انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

---

(۵۸)

ایک دفعہ جبکہ فریضہ حفاظت کا معاملہ زیر غور تھا تو حضور نے فرمایا ہر خُلق کے استعمال کا محل حالات کے تبدیل ہونے سے مختلف ہو جاتا ہے مثلاً حسن ظنی ہے۔ ہر مومن کو اپنے بھائی سے معاملہ کرتے ہوئے حسن ظنی سے کام لینا نہایت ضروری ہے لیکن اگر وہ شخص جس کے ذمہ حفاظت کی ڈیوٹی ہے جیسے پولیس ہے اگر وہ ہر شخص کے متعلق حسن ظنی سے ہی کام لے اور کسی شخص کے متعلق چور ہونے کے خیال کو دل میں نہ لائے خواہ واقعات کس حد تک اس شخص کو مشکوک قرار دیتے ہوں تو وہ کبھی کسی چور کو گرفتار نہ کر سکے گی۔ اس کے لئے ضروری ہو گا کہ سوائے ان اشخاص کے جن کے متعلق اسے کامل تسلی ہو کہ وہ مشکوک نہیں ہیں۔ باقی سب آدمیوں کو شک کی نگاہ سے دیکھے۔ اور جب واقعات اس کے خلاف نہ جائیں تو پھر اسے بری قرار دے۔ اسی طرح جس شخص کو کسی چیز کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا ہو اگر وہ ہر مقام کو دیکھتے ہوئے اس امر کو ذہن میں نہیں لائے گا کہ آیا یہاں سے کوئی دشمن حملہ تو نہیں کر سکتا اور اس کی روک کس طرح کی جائے۔ اس وقت تک وہ خطرہ کے جملہ مواقع کو ذہن میں نہ لانے کی وجہ سے اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہا ہو گا۔ اس طرح سے بظاہر تو وہ ہر موقع پہ بدظنی سے ہی کام لے گا لیکن اس کے فرائض کے لحاظ سے ایسا کرنا ضروری ہو گا کیونکہ اس کے بغیر پوری احتیاطی تدابیر بھی اختیار نہیں کی جا سکتیں پس جب حسن ظنی کے فعل کا تعلق دوست کے ساتھ ہو تو مفید اور لازمی ہے لیکن جب دشمن کے ساتھ معاملہ ہو تو نقصان دہ ہے۔ اس وقت حسن ظنی کو ایک طرف رکھ کر ہی صحیح فرض ادا ہو سکتا ہے۔

(۵۹)

نصیحت موقعہ و محل کے لحاظ سے مختصر اور مفصل ہوتی ہے

جب ایسا موقعہ ہو کہ کوئی امر کسی کے ذہن نشین کرنا ہو تو حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے اس موقعہ پر اس معاملہ کو مختلف پیرایوں میں ذکر کر کے اور مثالیں دیکر واضح کیا ہے لیکن جب وقت تنگ ہو تو نہایت مختصر الفاظ میں اس طرح پر نصیحت فرمائی کہ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا۔ چنانچہ ۵۳ء کے خطرناک ایام میں جبکہ پولیس حضور کے مکان کی تلاشی کے لئے اچانک آگئی اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ان کے کیا کیا ارادے ہیں۔ اور پولیس افسران دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں آگئے۔ حضور نے خاکسار کو یاد فرمایا خاکسار ان دنوں بھی حضور کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا۔ حضور نے صرف مجھے یہ مختصر الفاظ فرمائے کہ کچھ پتہ نہیں کہ پولیس والے مجھے گرفتار کرنے ہی آئے ہوں لیکن کچھ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ خیال رکھنا کہ تم میرے پرائیویٹ سیکرٹری ہو۔ اور فرمایا جاؤ اور پولیس والوں کو اوپر بھیج دو۔

اللہ اللہ کیا مختصر اور مکمل نصیحت تھی۔ اگرچہ نئی بات نہ تھی کیونکہ خاکسار تو پہلے ہی حضور کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا لیکن جس انداز سے ارشاد فرمایا اس نے جملہ فرائض اور احتیاطوں کو سامنے لا کھڑا کیا اور مجھے اپنے فرائض کی آخری حد نظر آنے لگی اور خود اعتمادی اور وسعت نظر کا جذبہ بہت ترقی کر گیا۔ یہ سب کچھ حضور کی اس مختصر نصیحت اور اس کے انداز بیان کا نتیجہ تھا۔

(۶۰)

غالباً ۳۶-۱۹۳۵ء کی بات ہے جبکہ احرار کی حمایت میں گورنمنٹ کے بعض افسران جماعت احمدیہ کو تنگ کرنے پر تلے ہوئے تھے اور نت نئے شگوفے چھوڑتے تھے۔ ایک موقعہ پر کسی ایسی ہی دقت کے پیش آنے پر خاکسار نے حضور سے عرض کیا کہ اس کے متعلق فلاں قانونی روک ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ قانون کی غرض تو شرارتوں کو بند کرنا اور امن قائم کرنا ہوتی ہے نہ کہ کسی امن پسند گروہ کو تنگ کرنا۔ اس لئے جبکہ تمہاری نیت درست ہے اور دل میں قانون کا صحیح احترام ہے تو قانون پر ہی غور کرنے سے اس کی دقتوں کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ آخر کیا قتل کے مقدمہ میں دونوں طرف سے وکلاء پیش ہو کر اپنے دلائل پیش نہیں کرتے۔ بلکہ بعض دفعہ تو قابل وکلاء غلطی پر ہوتے ہوئے بھی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تم لوگ تو قانون کا صحیح احترام کرنیوالے ہو اور قانون کے صحیح استعمال کے خواہشمند ہو۔ پس اگر پورے طور پر غور کرو تو یقیناً بغیر نقصان دہ قانون سے بچنے کی راہ نکل سکتی ہے کیونکہ جب کسی صحیح کام کے کرنے کا دل میں مصمم ارادہ کر لیا جائے تو قانون کی کوئی شق روک نہیں بن سکتی۔ اگر کوئی ایک شق روک بنتی ہے تو قانون کی کوئی اور دفعہ اس روک کو دور کرنے کا موجب بھی بن جاتی ہے۔ پس کسی صحیح کام کو کرتے ہوئے کسی قانون کا خوف دل میں نہیں لانا چاہیئے۔

(۶۱)

حضور نے اپنے خدام کے بعض معمولی فرائض کی ادائیگی پر بھی اظہار خوشنودی فرمایا۔ چنانچہ ایک ٹرنک میں کچھ خاص محفوظ کاغذات جو قادیان سے لائے گئے تھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مقفل پڑے تھے اور خاکسار کا فرض تھا کہ خاکسار معلوم کرتا کہ اس صندوق میں کون کون سے کاغذات ہیں تاکہ بوقت ضرورت فائدہ اٹھایا جا سکے لیکن دفتری کام کی مصروفیت کچھ اس طرح رہی کہ خاکسار ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۵ء تک اس صندوق کے کاغذات کو نہ دیکھ سکا لیکن جب ۱۹۵۵ء میں حضور علاج کے لئے یورپ تشریف لے گئے اور دفتری کاموں سے قدرے فرصت ملی تو خاکسار نے اس صندوق کے کاغذات کو جو تاریخ وار تھے مضمون وار علیحدہ علیحدہ فائلوں میں کرنا شروع کیا تاکہ بوقت ضرورت فائدہ اٹھایا جا سکے۔ چنانچہ اس میں حضور کی ذاتی اراضی کے خرید کے کچھ اصل اسٹامپ ملے جس کی اطلاع خاکسار نے حضور کو یورپ میں بھجوائی جس پر حضور نے ایک خاص چٹھی کے ذریعہ

اظہار خوشنودی فرمایا حالانکہ یہ کام میرے فرائض میں سے تھا اور بالکل معمولی کام تھا لیکن حضور کی اس ذرہ نوازی نے دل کو خوشی سے بھر دیا اور کام کی رفتار کو تیز تر کر دیا۔

(۶۲)

ایک دفعہ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ مختلف احباب کی طرف سے حضور سے کوئی نہ کوئی چیز بطور تبرک حاصل کرنے کی درخواستیں یکے بعد دیگرے آئیں بعض نے رومال بعض نے جائے نماز بعض نے کوئی اور مستعمل کپڑا وغیرہ کے لئے درخواست کی۔ بعض احباب نے یکے بعد دیگرے حضور کے زیر استعمال فونٹین پین کے لئے درخواست کی۔ حضور نے ان کو اپنا زیر استعمال قلم عطا فرما دیا بعض نے اچھی ساخت کا قلم اس کے بدلہ میں پیش بھی کیا۔ اسی طرح سے کئی مرتبہ نئے سے نئے قلم کو چالو کرنے اور اپنے انداز تحریر کے مطابق کرنے میں کچھ دقت پیش آئی تو حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ بعض لوگ تو شاید یہ سمجھتے ہیں کہ میں جو کچھ لکھتا ہوں اس قلم کے بدولت ہے جو میرے استعمال میں ہوتا ہے اور شاید اسے لے کر وہ بھی اسی طرح کے مضامین لکھنے شروع کر دیں گے حالانکہ قلم تو ایک ذریعہ اظہار کا ہوتا ہے قلم کے پیچھے تو جو دماغ ہوتا ہے وہ اسے چلا رہا ہوتا ہے لیکن وہ لوگ اپنے شوق کے پیش نظر میرے لئے دقت کا موجب بن جاتے ہیں کیونکہ مجھے بار بار اپنی طبیعت کے موافق قلم تلاش کر کے اسے رواں کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ اور کام میں بعض دفعہ دیر بھی ہو جاتی ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے لڑائی کے میدان میں ایک بہادر کے لئے جو مقام اس کی تلوار کا ہوتا ہے لکھنے والے کے لئے وہی مقام اسکے اپنے قلم کا ہوتا ہے۔

(۶۳)

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضور کے زیر استعمال جو ایک پارکر قلم تھا اس کا پیچ سیاہی بھرنے کے لئے نہ کھلتا تھا حضور نے وہ قلم ڈیوٹی پر کھڑے ایک پہرہ دار کو دیا تاکہ وہ دفتر میں دے اور دفتر اسے کسی واقف کار کے ذریعہ سے ٹھیک کرا دے۔ اس پہرہ دار نے خیال کیا کہ یہ تو ایک معمولی کام ہے ذرا سا زور لگانے سے ابھی کھل جائے گا اور وہ فوراً ہی حضور کی خدمت میں پیش کر دے گا اس نے حضور کے تشریف لے جاتے ہی جذبۂ خدمت کے تحت وفور شوق میں زور لگا کر پیچ کو خود ہی کھولنا چاہا جس سے اس کا اوپر کا خول ٹوٹ گیا۔ جب حضور کی خدمت میں اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے اس پہرہ دار کی غلطی پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ غالباً اس دن امریکہ سے مکرم سید عبدالرحمن صاحب تشریف لائے ہوئے تھے جب اس واقعہ کا ان کو علم ہوا تو انہوں نے اس شکستہ قلم کے عوض جو حضور کا استعمال شدہ تھا اپنا نیا قلم پارکر پیش کیا کہ اگر حضور پسند فرماویں تو اس قلم کو قبول فرماویں جسے انہوں نے امریکہ سے روانگی کے دن ہی بالکل نیا خرید کیا ہے۔ راستہ میں صرف دو چار مرتبہ اس کو استعمال کیا ہے اور اپنا مستعمل قلم ان کو بطور تبرک رکھنے کے لئے دیدیں۔ چنانچہ ان کا قلم خاکسار نے انکی خواہش کے بموجب حضور کی خدمت میں پیش کر دیا اور انکی طرف سے یہ بھی عرض کیا کہ اس قلم کے شکستہ حصہ کو امریکہ سے تبدیل کرنے میں ان کو کچھ بھی خرچ کرنا نہیں پڑے گا کیونکہ پارکر کمپنی بلا معاوضہ اپنے قلم کی ہر شکستہ چیز کو تبدیل کر دیتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ امر حضور کی طبیعت کے خلاف ہے کہ کسی کی مستعمل چیز کو حضور اپنے استعمال میں لائیں۔ نیز فرمایا کہ پہرہ دار سے ناراضگی تو صرف یہ سبق دینے کے لئے تھی کہ جب وہ اس کام کا ماہر نہ تھا تو کیوں اس میں دخل دیا اور کیوں میری ہدایت کے خلاف عمل کیا۔

حضور کی اس ہدایت سے حضور کے علو مرتبت کا پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی طبیعت میں سبقت اور لیڈری کا مادہ رکھا ہے اور ہر کام میں امام کا مقام حضور کا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور کی اس شان کا علم حضور کے تفسیر کبیر کے مطالعہ سے ہوتا ہے کہ حضور نے ایسے ایسے معارف بیان فرمائے ہیں جو پہلی تفسیروں میں نہیں ملتے۔ حضور نے اس ضمن میں ایک دفعہ اس امر کا بھی اظہار فرمایا کہ لوگ ایڈیٹروں کے لکھے ہوئے 'لیڈر' کو پڑھنے میں ناحق وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں تو اخبار کا لیڈر نہیں پڑھتا بلکہ واقعات کو معلوم کر کے خود نتیجہ نکالتا ہوں۔ اور میرا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ اور ہر شخص کو خبروں سے خود نتیجہ نکالنے کا شوق ہونا چاہیئے نہ کہ دوسروں کے نکالے ہوئے نتائج کے پیچھے چل پڑے +

"تجارت"

(بقیہ صفحہ ۲۲)

کے فرائض کی ادائیگی سے محروم نہ کر دے بلکہ کوشش کریں کہ آپ کی تجارت خدا کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ اور خدا کے بندوں کی خدمت کا ذریعہ ہو۔ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سچ بولنے والے اور دیانتدار تاجر کو شہید کا ہم پایہ الاقتدار دیا ہے اس لئے کہ ایک سچا اور دیانتدار تاجر ایک خاموش مبلغ اور عامۃ الناس کا محسن ہوتا ہے جماعتی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہمارے نوجوان زیادہ سے زیادہ تجارت میں حصہ لیں اور دیانت اور امانت کا بلند معیار قائم کریں۔ یہ سلسلہ کی ایک بہت بڑی خدمت ہوگی +

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(بقیہ صفحہ ۱۶)

میں پیدا ہو" اور پھر یہ حکم تمام مملکت میں نافذ کر دیا گیا۔

ذرا اس واقعہ کی گہرائی میں جائیے پھر دیکھئے کہ کیا اس سے زیادہ پیارا واقعہ دنیا کی کسی اور تہذیب کی تاریخ بھی پیش کرتی ہے۔ قافلہ آتا ہے آپ کے ماتحت آرام سے سوتے ہیں مگر آپ پاسبانی اور چوکیداری کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اور اس عظیم انسان کی مصاحبت میں صرف ایک ساتھی ہے جس کو آپ خود اپنے ساتھ شب بیداری کے لئے تیار کرتے ہیں مگر اس معیت اور مصاحبت کے باوجود آپ کی انفرادیت قائم رہتی ہے بچے کی بلبلاہٹ کی جانب آپ ہی کی توجہ منعطف ہوتی ہے اور بار بار بچے کی والدہ کو فہمائش بھی آپ ہی کرتے ہیں۔ کیا آج کی مہذب دنیا میں کوئی شخص یہ کردار ادا کر سکتا ہے جو عمرؓ نے ادا کیا؟ (باقی)

نوعِ انسان کی ہمدردی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوعِ انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو کیونکہ وہ شخص انسان ہی نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو"

(الانذار صفحہ ۲۳)

"تجارت"

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سُنّت!

نوٹ:- یہ بہت مفید مضمون ہے جس میں نہ صرف تجارت کی اہمیت اور فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ اس سلسلہ میں بعض عملی طور پر مفید اور ضروری ہدایات بھی دی گئی ہیں۔ حصولِ روزگار کے دیگر مفید ذرائع سے تعلق رکھنے والے اصحاب سے گذارش ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے کاروبار کے متعلق اسی طرز کے مفید مضامین تحریر کر کے خالد میں اشاعت کے لئے بھجوائیں۔ (ادارہ)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت پر کس قدر احسان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی شریعت پر خود عمل فرما کر ہمارے لئے شاندار نمونہ چھوڑا جو کام حضرت رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود کئے۔ ان کو "سُنّتِ رسول" کہا جاتا ہے۔ مومن خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول کی سُنّت پر بھی عمل کرنا اپنے لئے باعثِ رحمت و برکت سمجھتا ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے فرمانِ الٰہی اور سُنّتِ رسول پر پورے خلوص اور ولولے کے ساتھ عمل کیا وہ کبھی خسارہ میں نہیں رہا!!

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سُنّت تجارت بھی ہے جو پاکیزہ رزق کمانے کا بہترین اور آسان ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ مومن تاجر کو خدا تعالیٰ کے دین کی خدمات بجا لانے کے بہترین مواقع میسر آتے رہتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اسلام عرب سے نکل کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل گیا اور باعزت مذہب کے طور پر قبول کیا گیا۔ اشاعتِ اسلام کے اس مقدس فریضے کو ادا کرنے میں مسلمان تجار نے نمایاں کردار ادا کیا جو بظاہر دنیا کی نظر میں مال کمانے دور دراز کے ممالک میں نکل گئے مگر اصل میں ان کا مقصد خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت اور دوسرے لوگوں تک پیغامِ حق پہنچانا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ان کی اس مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کی تجارت اور مقصد میں خارق عادت برکت دی اور وہ دنیا کی متمول قوم بن گئی!!

جب تک مسلمانوں نے اس "مقدس فریضہ" کو اپنے پیشِ نظر رکھا اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ان پر نازل ہوتی رہیں لیکن جب مسلمان قوم نے اس مقصد کو پس پُشت ڈال کر صرف حصولِ دولت ہی کو اپنا پروگرام بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے جو کبھی کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ ان کی محنت کے بدلہ میں انہیں دولت تو دیئے رکھی مگر جو دینی ترقیات ہو رہی تھیں وہ کچھ وقت کے لئے روک کر اپنی بے پایاں رحمت سے ان کو محروم کر دیا اور یہ پروگرام اپنے کسی موعود

کے لئے اٹھا رکھا۔

آج وہ زمانہ اپنی شان کے ساتھ پھر ظاہر ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ یہ عہد کر کے اٹھی ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اسی شاندار عہد کو پورا کرنے کے لئے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کس طرح پر ہم جلد اس مقصد کو پا سکتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ملازم حضرات کی نسبت کاروباری اصحاب زیادہ آزادی سے قربانیاں کر سکتے ہیں۔ وہ مال کی قربانی جو اللہ تعالے نے ان کو دیا ہے جتنی چاہیں کر سکتے ہیں۔ وقت، جوان کی اپنی ملکیت ہے جس قدر چاہیں دین کی تبلیغ اور دوسرے کاموں کے لئے دے سکتے ہیں۔ اس لئے پاکیزہ رزق کما کر دین کی خدمت کرنے کا سب سے اہل طریق صرف تجارت ہے۔ اس طرح ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سُنت پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ خدمتِ دین کے زیادہ سے زیادہ مواقع حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو دوسروں کے اموال کھانے سے منع فرماتا ہے اور حصولِ رزق کے لئے تجارت کے پیشہ کو پسند فرمایا ہے:۔

یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا
اموالکم بینکم بالباطل الآ ان
تکون تجارۃً عن تراضٍ منکم
ولا تقتلوا انفسکم ط ان اللہ
کان بکم رحیماً ۵

ترجمہ:۔ اے ایماندارو! تم آپس میں ناجائز طور پر اپنے مال نہ کھاؤ۔ ہاں یہ جائز ہے کہ (مال کا حصول) آپس کی رضا کیساتھ تجارت کے ذریعہ سے ہو۔ اور تم اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ اللہ (تعالیٰ) یقیناً تم پر بار بار رحم کرنیوالا ہے۔

احمدی تجارؔ کی توجہ اس قرآنی آیت پر ہمیشہ مرکوز رہنی چاہیئے اور تجارتی لین دین کے ذریعہ خدمتِ دین کے کام میں حقیقی برکت شامل ہو سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قیمتی مشورے جماعت کے لئے باعثِ ترقی اور کامیابی ہوتے چلے آئے ہیں ذرا اپنے اردگرد ماحول پر نظر دوڑائیے اور پھر دیکھیئے کہ اکثر کامیاب احمدی تجارؔ نے آپ ہی کے دُور اندیشانہ مشوروں پر عمل کر کے ترقیاں حاصل کی ہیں۔ نوجوانوں کو حضور نے قادیان میں اور پھر لاہور میں نصیحت فرمائی تھی کہ تجارت کا میدان خالی پڑا ہے۔ احمدی نوجوان اس طرف توجہ دیں۔ جن دوستوں نے فوری طور پر حضور اقدس کے فرمان پر عمل کیا آج وہ کہیں آگے پہنچ چکے ہیں!!

مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مومنوں کو ہوشیار رہنے کی بھی تلقین فرماتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی پہلوں کی طرح دولت کے حصول کو اپنا مقصد بنا کر دین کو اور دین کے کاموں کو پیچھے چھوڑ دیں اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی سے محروم ہو جائیں اور صرف محنت کا بدلہ حاصل کر سکیں مگر قربانی کے پھل سے محروم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رجالٌ لا تلھیھم تجارۃٌ ولا بیعٌ
عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ و
ایتاء الزکوٰۃ یخافون یوماً
تتقلب فیہ القلوب والابصار
لیجزیھم اللہ احسن ما عملوا
ویزیدھم من فضلہ ط واللہ
یرزق من یشاء بغیر حساب ۵

ترجمہ:۔ (یہ ذکر کرنے والے) کچھ مرد ہیں
جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے
سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت اور نہ سودا
غافل کرتا وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں
دل الٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی
نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ (تعالیٰ) ان کو ان کے اعمال
کی بہتر سے بہتر جزا دے گا اور ان کو اپنے فضل
سے (مال و اولاد) میں بڑھا دیگا اور اللہ تعالیٰ
جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

بے شک تجارت کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے
مگر ہر کاروباری شروع سے ہی ڈھیروں روپیہ لے کر نہیں اٹھتا
بلکہ تھوڑے سے زیادہ اور چھوٹے سے بڑا ہوتا ہے۔ اگر
آپ اپنے چند ایک اصول بنا لیجئے اور پھر ان پر کاربند رہیئے
دیانت، محنت، وقت کی پابندی یہ چند اصول ہیں جو خریداروں
میں آپ کی مانگ بڑھا دیں گے۔

چند مفید عملی طریقے

اگر آپ کم تعلیم یافتہ ہیں تو آسانی سے کچھ سرمایہ سے
بازار میں ضروریاتِ زندگی کی تجارت کر سکتے ہیں۔ مناسب جگہ پر
دوکان کرایہ پر لیں۔ کوشش سے سامان خرید کر اپنی دوکان کو
زیادہ سے زیادہ پُرکشش طریقہ سے سجائیے۔ کام کے اوقات
مقرر کیجیئے۔ دورانِ کاروبار نماز وقت پر ادا کیجئے۔ یاد رکھیئے
جو وقت خدا تعالیٰ کی خاطر دیا جائے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا بلکہ
اللہ تعالیٰ خود اس کمی کو پورا کر دیتا ہے اور برکت دیتا ہے۔
گاہکوں سے خوش اخلاقی، ایمانداری اور دلجوئی سے پیش
آئیے۔ گاہک کی پسند کی تعریف کیجیئے لیکن ایک حد تک۔ بار بار
اشیاء دکھانے سے تھکاوٹ اور بیزاری کا اظہار نہ کریں۔
بعض دکاندار گاہک کے سودا پسند نہ آنے اور خریدنے سے
معذوری ظاہر کرنے پر بُرا محسوس کرتے ہیں۔ اس طرح آئندہ
کے لئے وہ اس گاہک سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اگر آپ تعلیم یافتہ ہیں تو آسان طریق یہ ہے کہ آپ مختلف
تجارتی اداروں سے خط و کتابت شروع کریں اور ان سے
ایجنسیاں حاصل کرنے کی کوشش کریں اس طرح آپ بغیر کسی
خاص سرمایہ کے کام شروع کر سکتے ہیں اور مال کی فروخت
کے ذریعہ معقول کمیشن حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ دوسرے
ممالک سے کاروبار کرنا چاہتے ہیں اور کچھ کاروباری سوجھ
بوجھ بھی رکھتے ہیں تو اس طرح ملک کی کافی خدمت ہو سکتی ہے
ویسے بھی اب دنیا سمٹ سمٹا کر قریب آ گئی ہے۔ ممالک کی آپس
میں تجارت بڑھ گئی ہے۔ اس تجارت کو درآمد و برآمد
(Import & Export) کہتے ہیں۔
برآمد سے ملک کی مالی پوزیشن مضبوط کرنے میں آپ ممد
ہو سکتے ہیں۔

بیرونی ممالک سے تجارت کے اصول

اس تجارت میں بنک اہم کردار ادا کرتا ہے بنک میں
اپنا حساب کھلوائیے۔ یہ کام پانچ ہزار یا دس ہزار سے بھی
شروع کیا جا سکتا ہے۔ شروع میں آپ چند اشیاء کی
واقفیت حاصل کریں۔ ڈیزائن۔ کوالٹی۔ نرخ وغیرہ۔ پھر
حکومت کے مرکزی محکمہ تجارت سے یا دوسرے ممالک میں
اپنے سفارت خانہ کے ذریعہ سے ان ممالک کی تجارتی فرموں
کے پتہ جات حاصل کر کے ان سے خط و کتابت کریں۔ ان کو
لکھیں کہ ہم یہ یہ مال آپکو سپلائی کر سکتے ہیں۔ بہت ممکن ہے
بہت سی فرموں میں سے دو تین یا زیادہ کے ساتھ آپ کا
تصفیہ ہو جائے۔ نرخ کا فیصلہ اخراجات اور اپنا جائز منافع
رکھ کر کیجئے۔ سودا ہو جانے کی صورت میں وعدہ کے مطابق وہی
مال برآمد کریں۔ اس طریقہ سے خریدار آئندہ کے لئے ہاتھ میں

آجاتا ہے۔

حسبِ ضرورت مال خرید کریں یا بنوائیں اور بنڈل باندھ لیں۔ اپنا بل کلیئرنگ ایجنٹس کو متعلقہ فارموں کے ہمراہ دیدیں وہ کسٹم ہاؤس سے مال پاس کروا کے جہاز میں لدوا دے گا اور کاغذات آپ کو بھجوا دے گا۔ آپ یہ کاغذات مع اپنے بل انشورنس کی رسیدات اور دیگر متعلقہ فارمز کے اپنے بنک کو دیدیں کہ فلاں پارٹی کو روانہ کر دیں۔ اس مال کی قیمت کی ادائیگی آپ کو بنک کی معرفت ہی ہو جائے گی۔ ان کاغذات میں آپ جہاز کی بلٹی (جو کہ Bill of Lading کہلاتا ہے) بھی بنک کو دیں گے۔

عام طور پر دو طرح Export ہو سکتی ہے یا تو آپ کسی پارٹی سے پوری طرح شرائط طے کر کے سودا کریں اور مال سپلائی کریں۔ اس صورت میں وہ پارٹی اپنے بنک کی معرفت آپ کو بلٹی اور بل بنک کو دینے کے ساتھ ہی Payment حاصل کرنے کی ہدایات دے دیگی اور اس سے پہلے آپ کو بنک کی معرفت ایک سودا نامہ روانہ کریگی جس Letter of Credit کہتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ آپ دوسرے ممالک میں اپنے ایجنٹ مقرر کریں۔ ان سے کمیشن کا فیصلہ کریں اور متعلقہ ضرورت کی اشیاء روانہ کریں وہ آپ کا مال فروخت کر کے آپ کو بنک کے ذریعہ Payment روانہ کر دیں گے۔ آپ مال کے کاغذات بنک کو دینے کے ساتھ ہی اپنے مطلب کی طے شدہ ہدایات بھی دیدیں شروع میں یہ مفید رہے گا کہ آپ اپنے ایجنٹ کو سارا مال بغیر Payment کے بنک سے اٹھانے اور پھر فروخت کرنے کے بعد روپے کی ادائیگی کی اجازت دیدیں۔ بہتر ہو گا بنک کو ہدایت دیدیں کہ نمونہ کے لئے فلاں پارٹی کا اس قدر مال دیدے اور سارا مال سودا ہو جانے کی صورت میں آپکی اجازت لے۔ آپ بنک کو یہ ہدایت دیں کہ Full Payment لے کر مال کی Delivery دیدے۔ اس طریقہ کو Consignment پر فروخت کرنا کہا جاتا ہے۔

اس برآمد (Export) کے کام کے لئے آپکو اپنی فرم کو Chief Controller Import & Export Government of Pakistan میں رجسٹر کروانا ہو گا۔ بنک سے آپ دیگر بہت سی متعلقہ معلومات حاصل کر کے اپنے کام کو آسان بنا سکتے ہیں!

ان مختصر سی معلومات کے بعد عرض ہے کہ احمدی نوجوانوں کو اس پیشے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یقیناً یہ آپ کے لئے باعزت زندگی گذارنے اور دین کی خدمت کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے کا موجب بنے گی۔ کیونکہ ایمانداری والی پاکیزہ تجارت بھی عملی رنگ میں خاموش تبلیغ ہے!

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے ساری دنیا کو اسلام اور احمدیت کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ اس کے لئے ہمیں نت نئے ترقی کے پروگراموں کو اختیار کرتے رہنا ہو گا۔ اگر ہم نے اپنا دائرہ اختیار اور ماحول محدود کر لیا تو ہم نے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا پورا استعمال نہیں کیا۔

فرض کیجئے کہ آپ تجارتی طریقہ سے بالکل نابلد ہیں اور مالی لحاظ سے بھی کمزور ہیں تب بھی میٹرک کرنے کے بعد محض (مستقل) کلرکی کی بجائے سٹینو ٹائپسٹ ہی بن جائیے۔ اچھی فرموں کی ملازمت کیجئے۔ خط و کتابت کے طور طریقے سیکھئے۔ نسبتاً آمدنی بھی زیادہ ہو گی اور تجارتی امور کی واقفیت بھی ساتھ کے ساتھ ہوتی جائیگی جس کے بعد آپ اپنا علیحدہ کاروبار بھی کر سکیں گے۔

آخر میں میں ان احباب سے جو تجارت کر رہے ہیں درخواست کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں۔ آپکی تجارت آپ کا کاروبار آپ کو خدا تعالیٰ کے دین

(باقی ص۲ پر)

ہستی باریتعالیٰ پر دس عقلی دلائل

مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مولوی فاضل

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ :- عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ ۔ میں نے پروگراموں کے ٹوٹ جانے سے رب کو پہچانا۔

(۲) حضرت امام شافعی رح :- ریشم کا کیڑا شہتوت وغیرہ کے سبز پتے کھائے تو اس کے وجود سے ریشم نکلتا ہے ہرن کھائے تو اس سے کستوری نکلتی ہے۔ بکری کھائے تو مینگنیاں نکلتی ہیں۔ اب کوئی بتائے ایک چیز سے اتنی مختلف اشیاء پیدا کرنیوالا کون ہے؟

(۳) امام احمد حنبل رح :- سونے اور چاندی کا ایک مضبوط قلعہ ہے اندر باہر سے مطلقاً بے جان (انڈہ) مگر تھوڑی سی گرمی پہنچنے سے چوں چوں کرتا ہوا بچہ نکل آتا ہے بتاؤ اس گنبد بے در کے اندر تولہ بھر بے جان زردی سے تمام آلاتِ حیات لئے ہوئے جاندار بچہ کس نے تیار کیا ہے۔ فتبارك الله احسن الخالقین۔

(۴) امام مالک رح :- صورتوں، آوازوں، نغموں، سرودوں، زبانوں کا اختلاف پکار پکار کر کہہ رہا ہے اللّٰہ لا الٰہ الّا ھو۔

(۵) ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ :- آپ فرماتے ہیں میں نے خدا کو خدا سے ہی پہچانا۔ اگر خدائی توفیق میری معاون اور مددگار نہ ہوتی تو میں ضرور گمراہ ہو جاتا۔ واللہ لولا اللہ ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا۔

(۶) شیخ سعدی رح :-

دہد نطفہ را صورتے چون پری
کہ کرد است برآب صورت گری
ز ابر افگند قطرۂ سوئے یم
ز صُلب آورد نطفۂ در شکم
ازین قطرہ لُولُوئے لالہ کند
وزیں صورتے سرو بالا کند
بروعلم یک ذرہ پوشیدہ نیست
کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکسیت

(۷) اعرابی کی دلیل :- البعرۃ تدلُّ علی البعیر والرَّوثُ علی الحمیر۔ وآثارُ الاقدام علی المسیر۔ فسماءٌ ذاتُ ابراج۔ وارضٌ ذاتُ فجاج۔ اَمَا تدلُّ علی الصانع العلیم القدیر۔

(۸) مولوی صاحب :- خداتعالیٰ کی ہستی کی بڑی زبردست دلیل بھینس کا بھرا سا وجود ہے من بین فرثٍ ودمٍ لبناً خالصاً سائغاً للشاربین گھاس کھانے سے ایک طرف سبز گوبر دوسری طرف لال رنگ خون اور ہر دو کے درمیان سے سفید

خالص دودھ نکلتا ہے جس میں نہ خون کی آمیزش نہ گوبر کی گندگی۔ تو اس بھینس کے وجود میں کونسا انجن لگا ہوا ہے جو اشیاء ثلثہ کو علیحدہ علیحدہ راستوں سے چلاتا ہے؟

(۹) ایک عورت کہتی ہے میرا یہ چرخہ ہے جب تک میں اسے چلاتی ہوں یہ چلتا ہے اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو ٹھہر جاتا ہے۔ جب ایک چھوٹا سا چرخہ بغیر چلائے نہیں چل سکتا تو اتنا بڑا آسمان کا چرخہ کسی چلانیوالے کے بغیر کس طرح چل سکتا ہے؟

(۱۰) ایک فلسفی:۔ موصوف بالعرض کے اوصاف موصوف بالذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا تمام موجودات کا وجود چونکہ عارضی ہے کسی موجود بالذات سے ماخوذ ہوگا۔ میز کرسی کا وجود بڑھئی سے آیا بڑھئی کا وجود اس کے باپ سے باپ کا وجود دادا سے مگر تمام موصوفین بالوجود کا سلسلہ ضروری ہے کہ کہیں جا کر ختم ہو۔ ہم اسی موصوف بالذات کو جہاں جا کر سلسلہ ختم ہوتا ہے موجود اصلی اور ذاتی کہتے ہیں جو کسی دوسرے سے حاصل کردہ نہیں اسی کا نام خدا ہے۔

سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم

ایک شفیق استاد

(بقیہ صفحہ ۲۹)

استغفار کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے اب آپ کو چائے پر بلایا کہ شائد اس طرح کچھ تلافی ہو جائے۔

ان الفاظ کا جو اثر مجھ پر اس وقت ہوا وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کتنے زبردست اخلاق کا مالک ہے یہ انسان۔ اپنے ایک شاگرد سے ایک ایسا عجیب سلوک یقیناً ایک شاگرد کے لئے ایک اعلےٰ نمونہ تھا!

یہ تو ایک معمولی سا واقعہ ہے جو میں نے تحریر کیا ہے اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو ہم اپنے قابلِ احترام اساتذہ سے آئے دن مشاہدہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کا ہر طالبعلم ایسے ہی اساتذہ کے دامنِ شفقت میں تربیت پا رہا ہے۔ میں اکثر سوچتا رہتا ہوں کہ کاش اگر ساری قوم کے لئے ایسے بے لوث، رحم دل اور شفیق اساتذہ میسر آجائیں تو قوم کی خوش قسمتی میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ دنیا کے تمام اساتذہ کو ایسا ہی بننے کی اور تمام طلباء کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

سچے مذہب کی شناخت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"سچے مذہب کی شناخت کے لئے ضروری ہے کہ دو باتیں اس میں موجود ہوں۔ اوّل کہ اسکی تعلیم پاک ہو اور تعلیم پر انسانی عقل اور کانشنس کا کوئی اعتراض نہ ہو۔ کیونکہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کے امور ناپاک ہوں۔ دوم اس کے ساتھ تائیداتِ سماویہ کا سلسلہ ایسا وابستہ ہو کہ جس کے ساتھ انسان خدا کو پہچان سکے اور اسکی تمام صفات کا مشاہدہ کرے تاکہ گناہ سے بچ سکے۔"

(الحکم ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

مکرم ارشاد اعزازی صاحب
لاہور

سینما اور ہمارا موجودہ معاشرہ

موجودہ دور میں سینما نے جو برا بھلا اثر معاشرے پر ڈالا ہے اور اسے سوسائٹی میں جو شہرت اور اہمیت حاصل ہے۔ اس کا کسی صورت میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا بچے سے لے کر بوڑھے تک، کیا عورت اور کیا مرد سبھی فلموں کے شیدائی اور دلدادہ نظر آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فلم دیکھنا گویا روزمرہ کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور لطف تو یہ ہے کہ ایسے مفلوک الحال لوگ جنکی آمدنی محدود ہوتی ہے اور جو دیگر ضروریاتِ زندگی سے صرف اس لئے محروم ہوتے ہیں کہ ان کے پاس رقم نہیں۔ سینما کے لئے برابر پس انداز کر کے اپنے شوق کو پورا کرتے رہتے ہیں۔ چاہے غضب کی سردی پڑ رہی ہو یا بیہوش کر دینے والی گرمی یہ لوگ سینما گھر کے آگے قطاریں لگائے گھنٹوں اس اُمید پر کھڑے رہتے ہیں کہ کب کھڑکی کھلے اور انہیں ٹکٹ ملے۔ سوسائٹی پر سینما کا اتنا گہرا اثر ہے کہ جہاں چار یار مل بیٹھے گفتگو کی تان بالعموم فلم پر ٹوٹے گی۔ کسی کی اداکاری پر گفتگو ہوگی یا کسی کا ناچ گانا زیرِ بحث آئے گا اور جس شخص کی معلومات فلمی دنیا میں سب سے زیادہ ہوں گی۔ وہی صدرِ مجلس اور جانِ محفل بن جائے گا۔ گلی ہو یا محلّہ، بازار ہو یا سڑک آپ کو اکثر نو عمر بچے تک فلمی گیت الاپتے نظر آئیں گے ان نو عمر بچّوں پر اثر کیوں نہ ہو جبکہ روزانہ صبح سے شام تک وہ فلمی گیت سُنتے ہیں۔ اور بچّہ جب وہ گھر سے بغل میں بستہ دبائے سکول روانہ ہوتا ہے یا سکول سے واپس گھر آتا ہے تو رستہ بھر اس کے کانوں میں فلمی گانوں کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔ ایک معمولی حیثیت کا پان فروش بھی یہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کی دکان پر ریڈیو سیٹ نہ لگا ہوا ہو تو بِکری خاطر خواہ نہ ہوگی۔ اور ریڈیو کا مقصد زیادہ تر گانے سُننا ہی رہ گیا ہے اقتصادی، معاشرتی یا دیگر پروگرام کون سُنتا ہے۔ اسیطرح ہوٹلوں کے مالک جانتے ہیں کہ اگر وہ ہوٹل میں گراموفون پر فلمی گانوں کے ریکارڈ نہ بجائیں تو گاہک ہوٹل کے دروازے کے اندر داخل نہیں ہوں گے۔ علیٰ ہذا القیاس سب کاندار اسے گاہک پھانسنے کا عمدہ گُر خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا دکانوں پر، گھروں میں، ہر جگہ گانے نشر ہو رہے ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کو سکول کا سبق یاد ہو نہ ہو فلمی گانے ضرور ازبر یاد ہو جاتے ہیں اور پھر کوئی گھرانہ ایسا ہوُا کہ انہوں نے ازراہ مذاق بچے سے کوئی گانا سُننا شروع کر دیا یا شروع سے والدین نے اس قباحت کی طرف توجہ نہ کی تو بچے کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے اور وہ فلمی کتابیں وغیرہ خرید کر اسکی طرف اور زیادہ مائل ہو جاتا ہے۔

طالب علموں پر فلمی ماحول کے اثر کا اندازہ اخبار کی اس خبر سے لگایا جا سکتا ہے کہ کراچی میں طلبہ کی ایک انجمن نے غریب طلبہ کے لئے بطور امداد چند کتب اکٹھی کیں تو ان میں سے بیشتر تعداد فلمی رسائل اور گانے کی کتابوں کی تھی۔ مرحوم حسن رہتاسی کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

بہت خوش بخت ہیں وہ جو فنا فی العلم رہتے ہیں
جوانی کی ہی مستی میں فنا فی الحلم رہتے ہیں

مگر ہاں بیشتر یہ نازنین کالج نشین لونڈے
فنا فی الجلم دن پھر شب فنا فی الظلم رہتے ہیں

مگر حقیقت یہ ہے کہ صرف کالج کے لڑکے ہی نہیں آجکل اکثر نوجوان سگریٹ نوشی اور فلم بینی کی بدترین لعنتوں میں گرفتار ہو چکے ہیں!

ہمارے سینما جرائم سکھانے کے اڈّے ہیں جہاں
پرفتن نئی چوری، ڈاکہ زنی، اغوا، دھوکہ دہی اور قتل کی ترکیبیں ذہن نشین کرائی جاتی ہیں۔ جب ایسے نوجوان جو پہلے ہی سوسائٹی اور زندگی کی اعلیٰ ذمہ داریوں سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان فلموں کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اس قسم کی ترکیبوں سے بہت متاثر ہوتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش میں رہتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالتے ہیں بلکہ پوری سوسائٹی کے لئے ایک خطرناک وجود ثابت ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ معاشرے میں ایک ناسور کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ کئی مرتبہ عدالتوں کے فاضل ججوں نے مقدمات کا فیصلہ لکھتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ملزموں نے فلاں فلاں فلم کے پس منظر سے متاثر ہو کر اس واردات کا ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اس قسم کے تمام جرائم کی افزائش کا سبب سینما بینی ہے!!

اس کے علاوہ فیشن پرستی اور بے پردگی کی وبا بھی سینما سے ہی پھیلتی ہے۔ لوگ کسی فلم میں ایکٹر کے نئے لباس کو دیکھتے ہیں اور جھٹ اس کی نقل میں اپنا لباس بھی ویسا ہی تیار کروا لیتے ہیں۔ اس طرح نئے فیشن کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ عورتیں خصوصاً ایکٹریسوں کے لباس اور بناؤ سنگھار وغیرہ کو دیکھ کر سو فیصدی ویسا ہی بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ نت نئے بالوں کے ڈیزائن، یہ مختلف قسم کے قمیصوں کے گلے وغیرہ سب ایکٹریسوں کی نقل ہی تو ہیں! اور پھر آہستہ آہستہ یہ فیشن ہر گلی کوچے میں پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ اب تو دیہات کی سادہ اور معصوم فضا بھی اس سے مکدّر ہو چکی ہے اور وہاں بھی شہروں کی طرح فیشن پرستی عام ہے!!

مقامِ شکر ہے کہ ہمارے اولی العزم امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے بداثرات کو دیکھتے ہوئے آج سے کافی عرصہ قبل سینما اور دیگر کھیل تماشوں کو لغویات میں شامل قرار دیتے ہوئے احمدیہ جماعت کو اس سے بچنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا:-

"ان کے متعلق میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی کسی سینما، سرکس، تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے اور اس سے کلّی پرہیز کرے۔ ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے!!" (خطبہ جمعہ ۲۳۔ نومبر ۱۹۳۴ء)

پھر ۲۹۔ اگست ۱۹۵۵ء کو ایک شخص کی شکایت پر کہ احمدی نوجوانوں میں سینما دیکھنے کا رجحان پھر بڑھ رہا ہے حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ سینما اور گانا شیطان کے ہتھیار ہیں جن سے وہ لوگوں کو ورغلاتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اکثر مسلمان حکومتیں محض گانے بجانے کے شوق کی وجہ سے ہی تباہ و برباد ہوئیں۔ اگر تاریخ کی گواہی سے بھی کسی قوم کو ہوش نہیں آتا تو اسکی زندگی سے اس کا مر جانا بہتر ہے۔ اور پھر فرمایا کہ سینما دیکھنے والے نوجوان ہماری جماعت سے جتنی جلد علیحدہ ہو جائیں ہمارے لئے اتنا ہی بہتر ہے۔

پس حضور کے ان ارشادات کی روشنی میں جہاں ہمیں اپنی تنظیموں ✽

✽ خاص طور پر خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ جماعت کے ان افراد کو جو اس لعنت میں گرفتار رہیں اس عادت کو مکمل طور پر چھڑانے کی کوشش کرنی چاہیئے وہاں ہمیں معاشرہ کے باقی طبقوں میں بھی ہر ممکن طریق سے اس برائی کے مکمل استیصال کی جدّ و جہد کرنی چاہیئے — کیونکہ ماحول کے اچھے یا بُرے اثرات کا اثر ایک دوسرے پر ضرور پڑتا ہے ✽

مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناصر
جامعہ احمدیہ

"ایک شفیق استاد"

یوں تو مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے ہر استاد کا بہت ادب کرتا ہوں مگر بعض اساتذہ نے تو اپنے حسنِ سلوک سے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ مَیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور میرا دل آستانۂ الٰہی پر جھک جاتا ہے جب مَیں دیکھتا ہوں کہ اس مادیت کے دور میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے رحمدل اور نہایت درجہ شفقت کرنیوالے اساتذہ سے تربیت حاصل کرنے کا موقع دیا ہے اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ مَیں اس جگہ اپنے ایک محترم و شفیق استاد کا صرف ایک واقعہ لکھنا چاہتا ہوں جس سے آپ یقیناً میری خوش قسمتی پر رشک کریں گے۔

عید کے بعد جب بھی جامعہ احمدیہ کھلتا ہے تو ہمارے یہ محترم استاد ہر ایک طالب علم سے پوچھتے ہیں کہ آپ کی عید کیسے گزری اور جو طالب علم ربوہ میں عید گزاریں اور پھر عید کے دن اُن سے نہ ملیں تو یہ دریافت فرماتے ہیں کہ "آپ عید کے دن ملے نہیں کہاں تھے۔ بہرحال کسی گذشتہ عید پر مَیں کسی وجہ سے اپنے ان محترم استاد صاحب سے مسجد میں نہ مل سکا۔ جب گھر گیا تو خیال پیدا ہوا کہ ان سے مل لینا چاہیئے ورنہ پھر وہ کل دریافت کریں گے کہ "آپ ملے نہیں"۔ بہرکیف مَیں نے سائیکل سنبھالی اور قریباً گیارہ بجے جا دروازہ کھٹکھٹایا۔ غالباً وہ آرام فرما رہے تھے۔ اٹھ کر باہر تشریف لائے بڑے تپاک سے ملے عید مبارک کہنے کے بعد مَیں وہاں سے اجازت لے کر چلا آیا۔

دوسرے دن مجھے فرمانے لگے آج آپ عصر کی نماز مسجد مبارک میں ہی ادا کریں۔ چنانچہ مَیں نے ایسا کیا۔ نماز کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے اور ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ خود اندر تشریف لے گئے تو میرے پاس اپنی کمسن بچی کو چھوڑ گئے جو کہ بمشکل ابھی بات کر سکتی تھی اور فرمایا آپ اس کے ساتھ باتیں کریں مَیں ابھی آتا ہوں۔ مَیں ان کا اس قدر بلند اخلاق دیکھ کر بہت حیران تھا کہ ان کو دوسرے آدمی کے جذبات کا کس قدر خیال رہتا ہے اس خیال سے کہ مَیں یہ محسوس نہ کروں کہ اکیلا ہوں مجھے فرمایا کہ اس سے باتیں کریں۔

مَیں ابھی اس واقعہ پر غور ہی کر رہا تھا کہ وہ تشریف لائے اور مجھے کھانے کے کمرہ میں چلنے کے لئے فرمایا۔ مَیں جب وہاں پہنچا تو مَیں نے دیکھا کہ نہایت پُرتکلف چائے اور مٹھائی وغیرہ میز پر تیار پڑی ہے مجھے بیٹھنے کے لئے اشارہ فرما کر خود چائے بنانے لگے۔ مَیں نے جب اصرار کیا کہ مَیں چائے بناتا ہوں تو فرمانے لگے کہ نہیں مَیں خود ہی بناؤں گا۔ مَیں چائے پی رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ کیا تقریب ہے کہ جس میں مجھ کو اکیلے ہی مدعو کیا گیا ہے۔ اس دوران میرے محترم استاد فرمانے لگے "آپ کل آئے تھے تو مَیں آپ سے اچھی طرح نہیں مل سکا مجھے اس کا افسوس ہے اور مَیں کل اسی وقت سے

(باقی صـ۳۶ پر)

مکرم عبدالمنان صاحب ناہید

اذاں کس نے کہہ دی خرابات میں

ہیں مصروف میکش مناجات میں
اذاں کس نے کہہ دی خرابات میں

اُٹھو لیلۃ القدر بھی آ گئی
ہوا کیا ہے کیا رات کی رات میں

یہ کون آ گیا عرش سے فرش پر
ملائک بھی ہیں جس کی بارات میں

ہر اک کام اُس کا بنامِ خدا!
خدا کی رضا اس کی ہر بات میں

گراں قدر اِک عمر سے وہ گھڑی
کٹی ہے جو اُس کی ملاقات میں

سُنا ہے کہ ایک انقلاب آئے گا
بہت جلد ارض و سمٰوٰت میں

یہ مغرب کا سیلاب اُتر جائے گا
جو پھیلا ہے شہر اور دیہات میں

یہ کیسا جنوں تجھ کو ناہید ہے
یہ کیا بات ہے تیری ہر بات میں

ربوہ کے تعلیمی اداروں کا تعارف قسط ۳

(ادارہ)

تعلیم الاسلام کالج

آغاز:-

جنوری ۱۸۹۸ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تعلیم الاسلام سکول کا اجراء فرمایا تھا۔ یہ سکول دو تین سال کے اندر اندر ترقی کرتا ہوا ہائی سکول کے درجہ تک جا پہنچا۔ سکول کی ترقی و نگرانی کے لئے حضور نے ایک کمیٹی "ناظم التعلیم" قائم فرمائی تھی جس کی کوششوں کا ایک نیک ثمرہ تعلیم الاسلام کالج کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی طرف سے ہائی سکول کو "انٹرمیڈیٹ کالج" کے درجہ تک ترقی دینے کی تجویز کا اعلان کیا گیا اور ۲۸ مئی ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے کالج کا افتتاح فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض مجبوریوں کے باعث بنفسِ نفیس تشریف نہ لا سکے لیکن اس تقریب کے وقت علیحدگی میں آپ نے اس مقصد میں کامیابی کے لئے کہ جس کی خاطر یہ کالج قائم کیا جا رہا تھا نہایت درد والحاح سے دعائیں فرمائیں ——

افتتاح کی سادہ تقریب کے وقت میز پر گلوب کے بالمقابل قرآن مجید رکھا گیا تھا۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے اسی منظر پر اپنے روح پرور افتتاحی خطاب میں عجیب عالمانہ رنگ میں روشنی ڈالی۔ (آپ کا یہ قابل قدر خطبہ خالد کی کسی آئندہ اشاعت میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ ادارہ)

ابتدائی سٹاف:-

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپ کے علاوہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ، حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بسملؓ، حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ، مولوی حکیم فضل الدین صاحب بھیرویؓ، مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے، مولوی یار محمد صاحب ایم او ایل وغیرہ اصحاب کالج کے سٹاف میں شامل رہے۔ کچھ عرصہ تک حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی دینیات پڑھاتے رہے۔ اُس دور کے طلباء کی خوش قسمتی پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے کہ جنہیں اس قدر بزرگ ہستیوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا موقع ملتا رہا۔ کالج میں مندرجہ ذیل مضامین کی تدریس کا انتظام تھا۔ دینیات، عربی، فارسی، انگریزی ریاضی، فلاسفی اور تاریخ۔ وغیرہ۔

یونیورسٹی کمیشن اور کالج:-

اس کالج کا قیام ایک پرائیویٹ تعلیمی ادارہ کے طور پر عمل میں لایا گیا تھا۔ ۱۹۰۵ء میں یونیورسٹی کمیشن نے بعض ایسی شرائط پیش کیں جن پر عمل پیرا ہونا اس وقت اس ادارہ کے لئے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ بادلِ ناخواستہ کالج کو بند کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ اس طرح یہ کالج صرف دو سال تک جاری رہا اور صرف ایک کلاس ایف۔ اے کے امتحان میں شامل ہوئی۔

دوبارہ اجراء :-

قریباً چالیس سال کے عرصہ کے بعد ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر کالج کا دوبارہ اجراء کیا گیا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عظیم الشان بلڈنگ کالج نے حاصل کر لی جسکے عوض سکول کو ۶۷۰۰۰ روپے ادا کئے گئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپکی نگرانی میں کالج نے تیزی سے ارتقائی منازل طے کرنی شروع کیں چنانچہ ۱۹۴۶ء میں جب دوسرا یونیورسٹی کمیشن کالج کی عمارت اور ساز و سامان کا جائزہ لینے کے لئے آیا تو کمیشن نے (جو ملک عمر حیات صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور، سردار جودھ سنگھ پرنسپل خالصہ کالج امرتسر اور ڈاکٹر جی۔ ایل دتّہ پرنسپل ڈی اے وی کالج لاہور پر مشتمل تھا) یہ رائے دی :-

"کالج کے متعلق آپ کی تیاریوں سے
ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا آخری مقصد
محض ایک ڈگری کالج کا قیام نہیں بلکہ
یوں معلوم ہوتا ہے کہ یونیورسٹی کی بنیاد
رکھی جا رہی ہے۔" (الفضل ۱۵ $\frac{1}{46}$)

ہجرت :-

خدا تعالیٰ کی مشیت کے تحت ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت ہمیں یہ کالج چھوڑنا پڑا۔ ہزارہا نادر قیمتی کتب اور بیش بہا جدید آلاتِ سائنس سے بھرپور کالج کی بلڈنگ بھارتی حکومت کے قبضہ میں چلی گئی جہاں اس وقت سکھ نیشنل کالج کے نام سے ایک ڈگری کالج جاری ہے جو مشرقی پنجاب کے بہترین کالجوں میں شمار ہوتا ہے۔

تعلیم الاسلام کالج لاہور میں :-

ہجرت کے بعد انتہائی کس مپرسی اور بے سر و سامانی کا عالم تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے کالج کمیٹی سے کالج کے اجراء کے بارہ میں مشورہ طلب کیا۔ کمیٹی نے حالات کا جائزہ لے کر یہی سفارش کی کہ فی الحال کالج جاری کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مگر اولو العزم مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کالج جاری رہے گا خواہ اس کے لئے کتنی ہی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے نیز صدر انجمن احمدیہ کو حکم فرمایا کہ وہ کالج کے قیام کے سلسلہ میں جملہ مصارف برداشت کرے۔ چنانچہ اواخر ۱۹۴۷ء میں ایف سی کالج کے قریب ایک متروکہ ڈیری فارم میں جانوروں کی رہائش کے لئے تعمیر کردہ کمروں کی صفائی کر کے ٹاٹ بچھا دئے گئے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس دور میں طلبہ اور اساتذہ کو بڑی مشکلات پیش آئیں مگر سب نے انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ چند ماہ بعد ڈی اے وی کالج کے کھنڈرات کا ایک حصہ کالج کو الاٹ ہوا صدر انجمن احمدیہ نے ہزارہا روپے خرچ کر کے ان کھنڈرات کی مرمت کروائی۔ گویا کالج کی از سر نو تعمیر کرنی پڑی۔ اس عمارت میں قریباً چھ برس تک تعلیم الاسلام کالج جاری رہا لاہور میں اس چند سالہ قیام کے دوران کالج نے نہایت سُرعت سے ترقی کی منازل طے کیں۔ اپنے عمدہ نظم و نسق، شاندار تعلیمی نتائج اور کھیل کے میدان میں حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کرنے کی وجہ سے جلد ہی اس کا شمار لاہور کے بہترین کالجوں میں ہونے لگا۔ ۱۹۵۴ء میں جب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے تحت کالج ربوہ منتقل ہوا تو لاہور کے تعلیمی حلقوں میں اس امر کو بہت محسوس کیا گیا۔ چند مشہور اخبارات نے ایڈیٹوریل

وغیرہ لکھ کر یہ فکر ظاہر کیا کہ تعلیم الاسلام کالج کے لاہور سے باہر منتقل ہونے سے لاہور میں جو خلا پیدا ہو رہا ہے وہ کیونکر پُر کیا سکے گا۔

نئی منزل:۔

ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کی موجودہ (نئی) عمارت کی تعمیر کالج کے جواں ہمت پرنسپل صاحب کی مسلسل محنت و کاوش کی مرہون منت ہے جنہوں نے ایک طرف اصحاب ثروت کے گھروں تک خود جا جا کر رقوم جمع کیں اور دوسری طرف شدید مشقت برداشت کرتے ہوئے عمارت کی تعمیر کے جملہ مراحل کی خود موقع پر موجود رہ کر نگرانی کی۔ چنانچہ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ قلیل سرمایہ سے ایک قلیل مدت میں ایک وسیع اور شاندار عمارت کھڑی ہو گئی۔

ربوہ منتقل ہوتے ہوئے یہ فکر کیا جا رہا تھا کہ شاید ابتدائی چند سالوں میں طلباء کی تعداد پہلے سے بہت کم رہ جائے گی لیکن ہوا اس کے بالکل اُلٹ۔ اور ابتداء میں ہی دور و نزدیک سے اس قدر طلباء جوق در جوق آ آ کر داخل ہونے لگے کہ کالج اور ہوسٹل کی عمارات کی مزید توسیع کی ضرورت محسوس ہونے لگی اور ایک زیادہ وسیع ڈگری کالج کی تعمیر کے متعلق سنجیدگی سے سوچا جانے لگا۔ چنانچہ ایک وسیع خطۂ زمین حاصل کر کے اس پر تعمیر کے ابتدائی مراحل طے کئے جا رہے ہیں۔

عمومی کوائف:۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ اپنے بہتر طریق تعلیم اور نظام تربیت کی وجہ سے ملک کے تعلیمی اداروں میں ایک امتیازی مقام حاصل کر چکا ہے۔ اس ادارہ میں طلباء کو نہ صرف دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ ان کی اخلاقی اور دینی تربیت کا بھی پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے تاکہ عملی زندگی میں داخل ہونے کے بعد وہ دوسروں کے لئے نیک نمونہ ہوں "علم و عمل" تعلیم الاسلام کالج کا ماٹو ہے۔

کالج کی فضا کو فرقہ وارانہ تنگ دلی اور تعصب سے بالکل پاک رکھا جاتا ہے۔ رنگ و نسل اور مذہبی جنبہ داری سے بالا ہو کر ہر غریب مگر تعلیمی لحاظ سے قابل طالب علم کا ہر ممکن خیال رکھا جاتا ہے۔ یہاں کا ماحول سراسر تعلیمی ہے جہاں طلباء کو لائق، تجربہ کار اور ہمدرد پروفیسروں کی نگرانی اور رہنمائی حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کالج کے نتائج یونیورسٹی اور بورڈ کی فیصد اوسط سے بہتر رہتے ہیں۔ اسی طرح متعدد بار تعلیم الاسلام کالج کے طلباء نے بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

تعلیم الاسلام کالج کا پنجاب یونیورسٹی اور بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن سے باقاعدہ الحاق ہے۔ کالج میں یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحانات کے لئے مندرجہ ذیل مضامین کی تدریس کا انتظام ہے۔

انٹرمیڈیٹ:۔ انگریزی، اردو (لازمی اور اعلیٰ) تاریخ اقتصادیات، منطق، علم النفس، ریاضی، اسلامیات، عربی، فارسی، شہریت، بائیالوجی، فزکس، کیمسٹری۔

بی اے، بی۔ ایس سی:۔ انگریزی (لازمی)، انگریزی (لٹریچر)، سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ، عربی، فارسی، اردو، اسلامیات، فلسفہ، نفسیات، ریاضی A کورس، ریاضی B کورس، جنرل میتھمیٹکس، شماریات، فزکس، کیمسٹری، باٹنی، زوآلوجی۔

اس وقت ان میں سے عربی، فارسی، اقتصادیات، تاریخ، سیاسیات، فزکس، کیمسٹری اور ریاضی میں آنرز کلاسز کا انتظام موجود ہے۔

ایم اے - ایم - ایس سی :- گذشتہ سال سے ایم - اے عربی کی کلاسیں جاری ہو چکی ہیں۔ ایم - ایس سی فزکس اور کیمسٹری کے اجراء کی کوشش ہو رہی ہے۔

تعلیم دینیات :- کالج میں دینیات کی تعلیم لازمی ہے۔ ہر طالب علم کے لئے تعلیماتِ اسلامی کا جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔ اس لئے دینیات میں پاس ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

لائبریری :-

تقسیم ملک کے بعد کالج لائبریری کے لئے از سرِ نو کتب مہیا کی گئی ہیں۔ اس وقت لائبریری میں قریباً آٹھ ہزار سے زائد بہترین کتب موجود ہیں۔ لائبریری میں سات روزانہ انگریزی اور اردو اخبارات اور دس اردو اور انگریزی رسالہ جات آتے ہیں اور ہر سال ان میں معتد بہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

سائنس لیبارٹریز :-

فزکس، کیمسٹری اور بائیالوجی کی لیبارٹریز میں سائنس کا سامان نہایت عمدہ حالت میں ہے اور یہ لیبارٹریز ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ چونکہ سائنس کلاسز میں ایک محدود تعداد میں طلباء کو داخل کیا جاتا ہے اس لئے میٹرک میں سائنس لے کر کم از کم ۵۵ نمبر حاصل کرنے والے طلباء ہی کالج میں سائنس کے مضامین لے سکتے ہیں۔ زیادہ نمبر لینے والے طلباء کو ترجیح دی جاتی ہے۔

علمی مجالس :-

صحت مند علمی ماحول قائم رکھنے نیز خاص مضامین اور خاص لائنوں میں طلبہ کی دلچسپی بڑھانے کی غرض سے کالج میں متعدد علمی مجالس قائم ہیں۔ مفید علمی، ادبی اور فنی موضوعات پر نامور ماہرینِ علوم کو بلا کر تقاریر کروائی جاتی ہیں۔ اساتذہ اور طلبہ بھی مختلف موضوعات پر اظہارِ خیال کرتے رہتے ہیں

کالج کے جملہ طلباء کی نمائندہ جماعت کالج یونین ہے۔

طلباء کی عمومی بیداری اور ان میں فنِ تقریر کا شوق اور اس کی مہارت پیدا کرنا اس کے خاص مقاصد ہیں۔ اس مجلس کے زیر اہتمام کثرت سے مجالسِ مذاکرہ و مباحثہ منعقد کروائی جاتی ہیں۔ نیز طلبہ کو انٹر کالجیئیٹ مباحثات اور تقریری و تحریری مقابلوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

مجلسِ ارشاد کے تحت مذہب سے دلبستگی پیدا کرنے اور احکامِ دینیہ پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ جیّد علماء و اساتذہ مسائلِ حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالتے ہیں۔ گاہ بگاہ مسائلِ اسلامی پر دو ورقے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان دو بڑی مجالس کے علاوہ مندرجہ ذیل مجالس اور ادارے اپنے اپنے دائرۂ کار میں مفید خدمات بجا لاتے ہیں :-

مجلسِ سائنس، مجلسِ نفسیات و فلسفہ، مجلسِ اقتصادیات، مجلسِ تاریخ، مجلسِ عربی، مجلسِ فارسی، بزمِ اردو، فوٹو گرافک اور ریڈیو سوسائٹی۔

المنار :-

یہ کالج کا علمی، ادبی اور تربیتی سہ ماہی مجلہ ہے جس میں طلبہ، اساتذہ اور دیگر اہلِ علم حضرات کے انگریزی و اردو مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔

دار الاقامت :-

طلبہ کی رہائش کے لئے کالج سے ملحق فضلِ عمر ہوسٹل کی وسیع عمارت ہے۔ اس دار الاقامت میں دو صد سے زائد طلباء ٹھہر سکتے ہیں۔ ہوسٹل سے باہر رہنے کے لئے پرنسپل اور پراکٹر کی خاص اجازت حاصل کرنی ضروری ہوتی ہے۔ ہوسٹل میں طلبہ کی صحت اور تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ ہوسٹل میس میں کم سے کم خرچ پر اچھی سے اچھی خوراک مہیا کی جائے۔ ناشتہ، چائے وغیرہ کے لئے علیحدہ "ٹک شاپ" موجود

ہے۔ ابتدائی طبی امداد کے لئے ڈسپنسری میں ایک ماہر ڈسپنسر کی نگرانی میں ضروری ادویات موجود رہتی ہیں۔

کھیلیں ــــ تفریحی مشاغل :-

کالج کے طلبہ کی صحت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ ہر طالبعلم کا کسی نہ کسی کھیل میں حصہ لینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل کھیلوں کا خاص انتظام ہے :-

فٹ بال۔ ہاکی۔ باسکٹ بال۔ والی بال۔ اتھلیٹکس۔ کبڈی۔ رننگ۔ بیڈمنٹن۔ روئنگ اور کرکٹ۔

کالج کی کشتی رانی کی ٹیم نے مسلسل دس گیارہ سال تک پنجاب یونیورسٹی کی چیمپئن شپ جیت کر ایسا منفرد اعزاز حاصل کیا ہے جسے اور کوئی کالج اب تک حاصل نہیں کر سکا امسال باسکٹ بال کی ٹیم بھی پنجاب بھر میں اوّل قرار پائی۔ بعض دیگر کھیلوں میں بھی تعلیم الاسلام کالج نے متعدد بار دوسری یا تیسری پوزیشن حاصل کر کے نام پیدا کیا ہے۔ کوہ پیمائی کا شوق پیدا کرنے کے لئے ہائیکنگ کلب قائم ہے جس کے زیر انتظام طلباء کی پارٹیاں ہر سال شمال مغربی کوہستانی علاقوں کا دورہ کرتی ہیں۔ اسی طرح بعض علمی مجالس کی طرف سے ملک کے مشہور صنعتی و تاریخی مقامات کے دوروں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

تربیت و نگرانی :-

ہوسٹل میں طلباء کی تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ ہر مسلمان طالب علم نماز ادا کرے قرآن کریم اور حدیث شریف کا روزانہ صبح و شام درس ہوتا ہے۔ قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ و تفسیر پڑھانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہوسٹل سے باہر رہنے والے طلباء کی تربیت و نگرانی کی غرض سے علیحدہ پراکٹوریل نظام قائم ہے ذمہ دار با اخلاق طلبہ کا پراکٹوریل مانیٹرز کے طور پر تقرر کیا جاتا ہے جو اپنے ساتھی طلباء کی مناسب نگرانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ طلباء کا اساتذہ سے رابطہ قائم رکھنے کی خاطر طلبہ کو دس ٹیوٹوریل گروپوں میں تقسیم کر کے ایک ایک پروفیسر کی براہ راست نگرانی و تربیت میں رکھا جاتا ہے۔

پاکستان اور ممالک بیرون کی سینکڑوں قابلِ قدر شخصیتیں تعلیم الاسلام کالج کی ایک جھلک دیکھنے کو ربوہ حاضر ہوئی ہیں۔ اور اکثر نے اس ادارہ کی عظمت و رفعت سے متاثر ہوتے ہوئے نہایت عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔

معروف مجددین اُمّت

مرسلہ محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور

۱۔ پہلی صدی کے مجدد۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ

۲۔ امام محمد ادریس ابو عبداللہ شافعی رحؒ

۳۔ ابو عبدالرحمٰن نسائی رحؒ

۴۔ امام ابوبکر باقلانی رحؒ

۵۔ محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی رحؒ

۶۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ

۷۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحؒ

۸۔ حافظ علی ابن حجر عسقلانی رحؒ

۹۔ سید محمد جونپوری رحؒ

۱۰۔ حضرت ملا علی قاری رحؒ

۱۱۔ شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی معروف بہ مجدد الف ثانی۔

۱۲۔ حضرت احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ۔

۱۳۔ حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحؒ۔

۱۴۔ مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام۔

مکرم عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے

کس نے باندھی ہے کمر اپنی خدا تعالیٰ کے نام پر

دیکھ اے ہمدم! اُفق پر زرد رو سورج کی لو
ٹوٹتی جاتی ہیں کرنیں ڈوبتی جاتی ہے ضو
تیرگی میں اڑ رہے ہیں بے یقینی کے شرار
آ رہی ہے خون میں ڈوبی ہوئی موجِ بہار
اِس طرح ہے جذبۂ ایمان کجلایا ہوا
جیسے فرشِ خاک پر اِک پھول مُرجھایا ہوا
کِس کے سینے میں لگن ہے آج حق کے نام کی
کون کرتا ہے تمنّا خدمتِ اسلام کی
کون سہہ سکتا ہے تیر اپنوں کے اور اغیار کے
کِس کے دل میں حوصلے ہیں توپ کے تلوار کے
زندگی میں موت کو آنکھیں دکھا سکتا ہے کون
موجِ طوفاں میں اُلجھ کر مُسکرا سکتا ہے کون
کون ایسا ہے جو تج دے زندگی اسلام پر
کِس نے باندھی ہے کمر اپنی۔ خدا کے نام پر
ہاں! مگر اہلِ سعادت! اے گروہِ قدسیاں
آپ کے صبح و مسا پر رحمتِ ربِّ جہاں!
دینِ حق کی راہ میں شمعیں جلاتے جایئے
اپنی قسمت کا ستارا جگمگاتے جایئے

آ رہے ہیں دستِ حق سے نور برسانے کے دن ٭ "اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن"

خدام الاحمدیہ کے صفحات

مقصد زندگی کو حاصل کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے

تربیتی کلاس کراچی کے لئے محترم صدر مجلس کا پیغام

پاک ہونے کی خواہش فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے۔

ہر انسان خواہ وہ اخلاقی طور پر کتنا بھی گرا ہوا ہو چاہتا ہے کہ وہ بدی سے بچے اور بُرائی کو اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرتا۔ اس بارے میں کوئی بھی استثناء نہیں بیشک اخلاقی دستور قوموں اور ملکوں اور مذہبوں میں مختلف ہوتے ہیں مگر ایسا کوئی فرد اور ایسی کوئی قوم نہیں جو اخلاق کی درستی کی قائل نہ ہو اور جن میں کوئی نہ کوئی اخلاقی دستور موجود نہ ہو یہاں تک کہ وہ مار گی فرقہ جو شہوت پرستی کو مذہب قرار دیتا ہے اور کمیونزم جو خدا کی ہستی کا منکر ہے وہ بھی نیکی اور بدی کے تصور سے بے بہرہ نہیں ہے۔ ان کے ہاں بھی نیکی اور بدی کا کوئی نہ کوئی تصور موجود ہے جس کے مطابق وہ بعض کو اچھا اور بعض کو بُرا کہتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اخلاق کی درستی انسان کی خوشی کے لئے اور اسکے ذہنی سکون کے لئے بہت ضروری ہے مگر اس بارے میں بہت اختلاف قوموں میں پایا جاتا ہے کہ نیکی اور بدی کی تعریف کیا ہے۔ اور کس بناء پر کوئی کام اچھا یا بُرا کہلاتا ہے۔ اسلام ہمیں اس سوال کا جواب یہ دیتا ہے کہ ایسی ہستی موجود ہے جو ہر عیب سے پاک اور ہر خوبی کی جامع ہے۔ جو چیز اس سے نکلے وہ اچھی اور خوب ہے اور جو کام اس کی صفات سے مخالف ہو وہ بُرا اور خراب ہے۔ پس نیکی نام ہے صفاتِ الٰہیہ کے ظہور کا اور نیک وہ ہے جو اپنی صفات کو صفاتِ الٰہیہ کے مطابق بنالے اور اپنے قویٰ کو خدا کی مرضی اور اس کی محبت کے تابع کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان پاک بھی ہو سکتا ہے اور گندے اخلاق اور رذائل اور کمینگی کے زہر قاتل اور گندی زیست سے بھی نجات پا سکتا ہے جبکہ وہ اس سرچشمہ تک راہ پا جائے جس سے سب کمالات کا ظہور ہے۔ پھر اسی دلیل سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تک راہ پانے اور اس سے قرب حاصل کرنے کے لئے علم و معرفت کی ضرورت ہے۔ جب تک انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر اطلاع نہیں ہو گی اور اس کے حسن و احسان پر اس کی نظر نہیں ہو گی اس کے دل میں لقائے الٰہی کا شوق پیدا نہیں ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں پہلے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ الحمد للہ رب العٰلمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ یعنی وہ ہستی جس کی طرف تمہیں بلایا جارہا ہے اس کا نام اللہ ہے جو ہر عیب سے پاک اور ہر خوبی کا جامع ہے۔ اس لئے ہر ایک حمد کا مستحق وہی ٹھہرتا ہے اسی نے سب جہانوں کو پیدا کیا اور ساری مخلوق کی پرورش اور ان کی ضروریات کا مہیا کرنا بھی اس نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اس کی رحمت بہت وسیع ہے اس کے لئے وہ کسی کے عمل کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے ہر بندے پر احسان

کرتا ہے۔ ہر ایک کی ضروریات پوری کرتا ہے مگر جو اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان پر اسکی خاص رحمت ہوتی ہے اور بار بار ان پر کرم فرماتا ہے۔ اور جو خاص الخاص بندے ہیں ان کے لئے تو اس کا دریائے رحمت سب حدود و قیود توڑ کر مالکیت کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور گویا اپنی کائنات کو ان کی مرضی کے مطابق چلاتا ہے۔ غرض یہ مختصر تعارف کروانے کے بعد جو بہت وسیع مطالب اپنے اندر رکھتا ہے یہ اقرار کروایا گیا ہے کہ

ایاك نعبد وایاك نستعین

اسی طرح سے بتایا گیا ہے کہ عبودیت کا تعلق قائم کرنے کے لئے عرفان کی ضرورت ہے جو حسن و احسان سے خبردار ہی نہیں وہ اس کی طرف مائل کیوں ہوگا جسے اس ذات کا علم ہی نہیں وہ اس سے محبت کیونکر کرے گا۔

پس مقصدِ زندگی کو حاصل کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے ہماری جماعت جو اس بات کی دعویدار ہے کہ اللہ تعالے نے ہمیں اس لئے مبعوث کیا ہے کہ ہم خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلائیں اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتی ہے تو انہیں حصولِ علم کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ جہالت انسان کے لئے سب سے بڑا عیب ہے۔ جہالت کے ساتھ انسان کبھی سچی خوشی اور اطمینانِ قلب حاصل نہیں کر سکتا پس میں اپنے عزیزوں اور بھائیوں سے جو اس تربیتی کلاس میں شریک ہو رہے ہیں التماس کروں گا کہ وہ علم کا شوق اپنے اندر پیدا کریں۔ اور علم کی قدر کریں ہمارے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے متعلق آپ جانتے ہی ہیں کہ باوجود اس کے کہ آپ علم کا بحرِ بیکراں تھے پھر بھی آپ کی پیاس کبھی بجھتی نہ تھی اور ہر وقت آپ ربّ زدنی علما۔ ربّ زدنی علما کی دعا فرماتے تھے۔ سو آپ بھی اگر سچے متبع حضور صلعم کے ہیں تو یہی شوق پیدا کریں اور دعا کرتے رہیں کہ خدایا ہمارے علم کو بڑھا۔ ہماری معرفت کو زیادہ کر۔ آمین۔ والسلام

(مرزا انس احمد)

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

---

۱۵ ستمبر — یوم التبلیغ

امسال غیر از جماعت احباب کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ۱۵ ستمبر کا دن مقرر کیا گیا ہے اس روز ہر احمدی نوجوان اور طفل کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوسرے کاموں سے الگ ہو کر یہ دن صرف پیغامِ حق پہنچانے میں صرف کرے۔ محبت، اخلاق، پیار اور دلی درد کے ساتھ وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہے دوسرے احباب کو پیش کرے۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام دوسرے احباب تک پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کی بھولی ہوئی مخلوق کو پھر واپس اپنے خالق کے آستانہ پر لانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کا بہت بڑا اجر ہے اور یہی اجر خدا تعالیٰ کے حضور وزن رکھے گا پس اس قیمتی وقت سے فائدہ اٹھائیے۔ دیگر احباب جماعت بھی اس موقع پر خدام کے ساتھ شامل ہوں۔ اس کے لئے تمام مجالس تیاری مکمل کر لیں۔ ضروری لٹریچر نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ سے منگوایا جا سکتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ایک تنظیم کے ماتحت اس دن اپنا فرض ادا کریں گی اور خدام کی تعداد کے لحاظ سے حلقے مقرر کریں گی تا کہ اس دن خدام صبح ہی دعا کے بعد اپنے اپنے حلقہ میں پہنچ جائیں۔ (مہتمم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

۱۳

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب "سرمہ چشم آریہ" میں فرماتے ہیں:-

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی اور انشراحِ صدری و عصمت و حیاء و صدق و صفا و توکّل و وفا و عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے۔ اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصّہ سے سب سے زیادہ معطّر کیا اور وہ سینہ و دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے"۔

[illegible] نصرت پریس ربوہ میں چھپا